مرزا قادیانی کے ذات و کردار پر مشتمل تحقیقی کتاب

مرزا قادیانی چوڑھا

مفتی مبشر شاہ

نام کتاب	مرزا قادیانی چوہڑہ
مصنف	مفتی سید مبشر رضا قادری
طبع اول	2025
تعداد	1000
قیمت	

فہرس

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو عقیدہ ختم نبوت کے عظیم سالار، اسلام کے روشن ستارے، خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام منسوب کرتا ہوں، جنہوں نے اپنے زمانے میں حق و باطل کی جدو جہد میں اسلام کی بقا اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے بے شمار قربانیاں دیں، اپنی جان و مال کو اللہ کی راہ میں پیش کیا اور امت مسلمہ کے لیے نمونہ عمل قائم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ تمام ان مجاہدین ختم نبوت کو، جو ہر دور میں، ہر زمانے میں، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور تبلیغ کے لیے اپنی محنت و جدو جہد وقف کرتے آئے ہیں، اپنے حضور خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام و منزلت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے انعامات و رحمتوں سے مالا مال کرے اور ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

میں عاجزی و خشوع کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان عظیم رہنماؤں کے راستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ میں بھی اپنے علم و عمل کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت، تبلیغ اور روشن رکھنے میں اپنا حصہ ڈال سکوں۔

میری یہ تصنیف اسی نیک نیتی اور خالص جذبے کے ساتھ پیش کی جارہی ہے، تاکہ قاری کو نہ صرف معلومات حاصل ہوں بلکہ عقیدہ ختم نبوت کی عظمت اور اس کے محافظوں کی قربانیوں کا بھی ادراک ہو۔

آمین، رب العالمین۔

نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

مرزا قادیانی

جھوٹا

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی چوہڑہ

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے، جس کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد پر استوار ہے۔ عقیدہ ختمِ نبوت دین اسلام کا بنیادی جزو ہے، جس پر تمام امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا، دجال اور خارج از اسلام ہے، چاہے وہ کیسا ہی مکار، چالاک اور "دینی" لبادہ اوڑھے ہو۔ مرزا غلام احمد قادیانی، جس نے برطانوی دور میں "مسیح موعود" اور "نبی" ہونے کا دعویٰ کیا، نہ صرف دینی لحاظ سے گمراہ تھا بلکہ اس کا پس منظر، کردار اور خاندانی نسب بھی مشتبہ اور مشکوک تھا۔ مختلف تاریخی اور خود قادیانی ذرائع کے مطابق وہ ایک ذلیل پیشہ سے وابستہ "چوہڑہ" خاندان سے تھا اور انہی کا روحانی پیشوا بن کر ان کی گمراہی کا سبب بنا۔ یہ کتاب اس جھوٹے مدعی نبوت کے حسب ونسب، کردار، جھوٹے دعووں، اور گمراہیوں پر مفصل روشنی ڈالے گی اور قرآن وحدیث سے ختمِ نبوت کے اٹل عقیدے کا دفاع کرے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا طبقاتی اور دعوتی پس منظر

ابتدائی دور میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو عام مسلمانوں یا علمائے اسلام کی طرف سے تسلیم کروانے کے بجائے، ایک مخصوص نچلے طبقے یعنی چوہڑوں/ جمعداروں کے درمیان اپنا مشن شروع کیا۔ اس طبقے کو اس زمانے میں نہایت پست اور ذلیل سمجھا جاتا تھا، جو صفائی، گندگی، اور سماجی دوری کے سبب دوسرے مسلمانوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ اس بارے میں سرکاری دستاویز Gazetteer of the Gurdaspur District 1883-84" میں مرزا قادیانی کے بارے میں واضح طور پر درج ہے:

GAZETTEER OF THE GURDASPUR DISTRICT 1888-84

Mirza Ghulám Ahmad, of the Moghal family of Kádian has also created a great stir of recent years. Ho is a man of great eloquence, and a distinguished preacher. At one time he was a leading Maulvi, but gave out that he had a special mission to the sweepers, who flocked to him in crowds. This, however, he has got tired of latterly, and is now engaged in an attempt to prove that he is the Messiah, or at any rate directly inspired by tho Almighty, which is arousing considerable excitement amongst the Muhammadans generally throughout the province.

گرداسپور ضلع کا گزٹ (1888-84)

مرزا غلام احمد، جو قادیان کے مغل خاندان سے تعلق رکھتا ہے، نے حالیہ برسوں میں خاصی ہلچل پیدا کی ہے۔ وہ ایک نہایت فصیح و بلیغ مقرر اور ممتاز خطیب ہے۔ ایک وقت وہ صفِ اوّل کے مولویوں میں شمار ہوتا تھا، لیکن بعد میں اس نے یہ اعلان کیا کہ اس کا ایک خاص مشن جمع داروں (چوہڑوں) کی طرف ہے، جو جوق در جوق اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ تاہم بعد ازاں وہ اس کام سے کچھ بیزار ہو گیا، اور اب وہ اس کوشش میں مصروف ہے کہ یہ ثابت کرے کہ وہ مسیح ہے، یا کم از کم براہِ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام یافتہ ہے۔ اس کا یہ دعویٰ پورے صوبے میں مسلمانوں کے درمیان خاصی ہلچل اور جوش و خروش پیدا کر رہا ہے۔

(گرداسپور گزٹ، صفحہ 61)

مرزا قادیانی کا چوہڑوں کا لیڈر ہونا تاریخی ثبوت

گرداسپور ضلع کے سرکاری گزٹ 1888-84 کا یہ بیان مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی تعارف کے ساتھ ایک نہایت اہم حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے، جو بعد میں اس کی شخصیت کے سماجی مرتبے، ذہنی جھکاؤ اور اس کے دعوؤں کی بنیادوں کو سمجھنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ سرکاری گزٹ چونکہ نو آبادیاتی دور میں حکومتِ برطانیہ کی طرف سے مرتب کردہ ایک غیر جانبدار دستاویز تھی اس لیے اس میں درج معلومات کسی جذباتی، مذہبی یا مسلکی تعصب سے پاک ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بارے میں گزٹ میں لکھا ہوا ہر لفظ غیر جانب دار اور خالص مشاہداتی حیثیت رکھتا ہے۔ جب یہ گزٹ بیان کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ''ایک خاص مشن چوہڑوں (sweepers) کی طرف رکھا'' اور ''وہ جوق

در جوق اس کے گرد جمع ہونے لگے"، تو حقیقت میں یہ اس کے سماجی اثر ورسوخ کی اصل بنیاد کو واضح کرتا ہے۔

یہ بیان صاف ظاہر کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ابتدائی پیروکار کسی معزز علمی، دینی یا اشرافیہ طبقے سے تعلق نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ اُس زمانے کے سماجی ڈھانچے میں سب سے پست سمجھے جانے والے طبقے یعنی چوہڑوں سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ہندوستانی معاشرے میں صفائی اور مردہ جانور اٹھانے جیسے پیشوں سے وابستہ تھے اور صدیوں سے نچلی ترین ذات میں گنے جاتے تھے۔ جب سرکاری گزٹ یہ لکھتا ہے کہ "وہ جوق در جوق اس کے گرد جمع ہونے لگے" تو یہ دراصل اس بات کا اعلان ہے کہ مرزا کا اولین حلقۂ ارادت انہی لوگوں پر مشتمل تھا اور یہی وہ طبقہ تھا جو اسے شروع میں "لیڈر" کی حیثیت سے ماننے لگا۔

مرزا قادیانی کا اس طبقے کو اپنا "مشن" قرار دینا اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ اس کی دعوت کا مرکز ومحور کوئی بلند فکری یا دینی اصلاح نہیں تھی بلکہ وہ بالکل اس طبقے کی طرف جھکا ہوا تھا جسے عام معاشرہ پستی کی علامت سمجھتا تھا۔ جب کوئی شخص اپنے اولین مخاطبین ایسے طبقے کو بنائے تو اس کی سماجی ذہنیت اور مجموعی طبقاتی نسبت واضح ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے عنوان "مرزا قادیانی چوہڑہ" کے لیے یہ حوالہ بنیادی اور ٹھوس حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہ صرف ایک مذہبی اختلاف یا تذلیل پر مبنی جملہ نہیں بلکہ تاریخی سرکاری ریکارڈ سے ثابت شدہ حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی اپنی تحریک کے آغاز میں چوہڑوں کا لیڈر تھا۔

گزٹ کی یہ گواہی اس پہلو کو بھی مضبوط کرتی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی شخصیت کی تعمیر اور اپنی تحریک کی شروعات نچلے طبقوں کی ذہنی کمزوریوں اور جذباتی تأثر پذیری سے فائدہ اٹھا کر کی۔ چوہڑے یا صفائی کا کام کرنے والے لوگ اُس دور میں علم، منطق یا مذہبی فہم سے بہت دور تھے۔ ایسے طبقے میں مرزا کا اثر ورسوخ قائم ہو جانا دراصل اس کی دعوت کی

سطح اور اس کے اثر کی نوعیت کو بے نقاب کرتا ہے۔ مرزا کا چوہڑوں میں مقبول ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اسے ابتدائی طور پر وہی طبقہ قبول کر رہا تھا جسے معاشرہ ذہنی اور سماجی طور پر انتہائی نچلے درجے پر شمار کرتا تھا۔ پھر جب وہ اس طبقے سے ''بیزار'' ہوا اور نئی حکمتِ عملی کے تحت مسیحیت اور الہام کے دعووں کی طرف بڑھا تو یہی تبدیلی اس کے اندرونی تضاد اور ذہنی غیر مستقل مزاجی کو ظاہر کرتی ہے۔

اس سرکاری ریکارڈ کے مطابق مرزا قادیانی ابتدا میں خود کو ''صف اوّل کے مولوی'' کہلاتا تھا، لیکن جیسے ہی وہ چوہڑوں کی قیادت کے مرحلے سے آگے بڑھا تو اس نے اچانک اپنی پوزیشن تبدیل کر کے دعویٰ مسیحیت اور الہامِ ربانی کی طرف رخ کیا۔ اس تبدیلی سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مرزا کی شخصیت میں پختگی، سنجیدگی اور فکری استقامت نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ وہ پہلے چوہڑوں کا پیر بنا، پھر اس سے بیزار ہو کر ایک نئے مذہبی ڈرامے کی طرف بڑھا، اور یہی اس کے نفسیاتی پس منظر اور اس کی شخصیت کی غیر متوازن ساخت کو سامنے لاتا ہے۔

الغرض سرکاری گزٹ کا یہ حوالہ اس بات کا پہلا اور بنیادی تاریخی ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کا اصل سماجی دائرہ چوہڑوں پر مشتمل تھا، وہ انہی کا لیڈر تھا، اور اسی طبقے میں اسے ابتدائی پذیرائی ملی۔ اس حقیقت کو نہ کوئی مرزائی رد کر سکتا ہے اور نہ اسے کمزور کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ کسی عالم یا مخالف کا بیان نہیں بلکہ حکومتِ برطانیہ کے سرکاری ریکارڈ کی تحریر ہے جس کا وزن اور حیثیت ناقابل انکار ہے۔

GAZETTEER

OF THE

GURDÁSPUR DISTRICT,

1883-84.

Compiled and Published under the authority of the Punjab Government.



Lahore:

PRINTED AT THE "ARYA PRESS," BY RAM DAS.

1884.

Chapter III, B.

Social and religious life.

General statistics and distribution of religions.

and Sakhi Sarwar, or Nigaha as they call it. The Sarái Játs are the leaders of this sect, and are sometimes styled Sheikhs, and receive small offerings, though they are rather shy of admitting the fact. The Varaich Játs who have embraced Islám have also a considerable reputation as spiritual leaders, and the shrine of Jhangi Bakht Shah Jamal, which is held by men of this *gôt* (about four miles from Dera Nának), is well known. Mirza Ghulám Ahmad, of the Moghal family of Kádián has also created a great stir of recent years. He is a man of great eloquence, and a distinguished preacher. At one time he was a leading Maulvi, but gave out that he had a special mission to the sweepers, who flocked to him in crowds. This, however, he has got tired of latterly, and is now engaged in an attempt to prove that he is the Messiah, or at any rate directly inspired by the Almighty, which is arousing considerable excitement amongst the Muhammadans generally throughout the province.

Religious houses.

There are numerous religious houses throughout the district. The Barági shrine at Talibpur Pindori has already been noticed in Chapter II. The present Mahant is Brahm Dás, who succeeded a few years ago. It stands on the edge of the slope of the old high bank of the Beás overlooking the river valley, and with its turreted façade embosomed in trees, and tall white spires of subsidiary shrines, presents a very picturesque appearance from the valley. The Dhiánpur shrine of the same sect in Batála, which is the foundation of Bába Lal diál who flourished in the seventeenth century, and was a friend of Prince Dára Shikoh, who endowed the place, is also a very fine mass of masonry buildings standing on a rising mound, and dominates all the country. Both of these are well known houses, and have numerous followers all through the hills from Jammu to Kángra and the adjacent plains. The name of the present Mahant is Harnám Dás.

Another house of the same sect at Lel, near Dháriwál, has a considerable local reputation, and was founded by Sagar, a disciple of Naráin of Pindori. The present Mahant is Rámji Dás. The Udásís have shrines at Teja in Batála and Nainakot in Shakargarh, both of which are fine masonry buildings of some antiquity. The former is a foundation of Anúp Singh, who flourished in the time of Hakikat Singh, father of Jamiat Singh Kanhaya, and the latter contains the *samádh* of Rám Kaur, Guru of Anup Singh. Both of these were connected with the mother house of Sáhib Budha at Rám Dás in Amritsar. The last Mahant but one of the Teja shrine poisoned himself in prison while under sentence of death for complicity in a murder case, and the assignments held by the shrine were resumed. The reputation of the Sádhs attached to the institution is still unsatisfactory.

The Darbár Sáhib of Báwa Nának and the Tahli shrine at Dera Nának, which are noticed in Chapter VI, are also held by Udásís. There is another institution belonging to the sect at

مردم شماری کی رپورٹ 1901

The Ahmadiyas. Punjab, 1901

39.The Ahmadiyas.-Ihe sect return shows 1,113followers, males over 15, of Mirza Ghulanı Ahad of Kadian in the Gurdaspur District In October 1900in view of the approaching census, this sect adopted the designation of Ah-madiya, and our return is probably a complete one. he leader of the sect is a Barlas Mughal, whose family came from Persia, in the time of Babar and obtained a jagir in the present District of Gurdaspur. Beginning as a Maulavi with a special mi sio to he sweepers, the Mirza Gurdaspur Gazetteer, 1891-92,page 61.eventually advanced claims to be the Mahdi or Messiah, expected by Mohammadans ar d Christians alike. The sect however

emphatically repudiates the doctrine that the Mahdi of Islam will be a warrior and relies on the Sahih Bokhari, the most authentic of the traditions, which says he shall wage no wars, but discontinue war for the sake of religion".In his voluminous writings the Mirza has combated the doctrine of Jihad and the sect is thus opposed to the extreme section of the Ahl-i-Hadis.

(Census of India 1901 p#143)

اردو ترجمہ

احمدیہ۔ پنجاب 1901۔مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق احمدیہ فرقہ کے 113,1 پیروکار ہیں جو پندرہ سال سے زائد عمر کے مرد ہیں، اور یہ سب گورداسپور ضلع کے قصبہ قادیان کے مرزا غلام احمد کے متبعین ہیں۔اکتوبر 1900 میں آئندہ مردم شماری کے پیشِ نظر اس فرقہ نے اپنے لیے"احمدیہ" کی اصطلاح اختیار کی، اور غالباً یہ مردم شماری کی رپورٹ مکمل ہے۔اس فرقہ کا سربراہ برلاس مغل ہے، جس کا خاندان بابر کے زمانے میں فارس سے آیا اور موجودہ ضلع گورداسپور

میں جاگیر حاصل کی۔مرزا نے ابتدا ایک مولوی کے طور پر کی، جس کا ایک خاص مشن چوہڑوں (sweepers) کی طرف تھا، جیسا کہ گورداسپور گزٹ 1891-92 صفحہ 61 میں درج ہے، لیکن بعد میں اس نے مہدی یا مسیح ہونے کے دعوے کی طرف پیش قدمی کی، جن کا انتظار مسلمان اور عیسائی دونوں کرتے ہیں۔تاہم یہ فرقہ اس عقیدے کو سختی سے رد کرتا ہے کہ اسلام کا مہدی ایک جنگجو ہوگا، بلکہ یہ صحیح بخاری پر اعتماد کرتا ہے جو احادیث کی سب سے مستند کتاب ہے، اور جس کے مطابق مہدی جنگ نہیں کرے گا بلکہ دین کی خاطر جنگ کو موقوف کر دے گا۔مرزا نے اپنی کثیر تصانیف میں جہاد کے عقیدے کی مخالفت کی ہے، اور اسی وجہ سے یہ فرقہ اہلِ حدیث کے انتہا پسند طبقے کا مخالف ہے۔

(مردم شماری ہند 1901، صفحہ 143)

مردم شماری ہند 1901 کی روشنی میں مرزا قادیانی کی تحریک

یہ اقتباس مردم شماری ہند 1901 کا ہے، جو برطانوی حکومت کی ایک انتہائی اہم، منظم اور غیر مذہبی سرکاری دستاویز شمار ہوتی ہے، اور اسی بنا پر اس کی شہادت تاریخی اور تحقیقی اعتبار سے غیر معمولی وزن رکھتی ہے۔اس رپورٹ میں مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں جو معلومات دی گئی ہیں وہ کسی مناظرانہ فضا میں نہیں بلکہ محض اعداد وشمار اور مشاہدات کی بنیاد پر قلم بند کی گئی ہیں۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس رپورٹ میں بھی وہی حقیقت دہرائی گئی ہے جو گورداسپور گزٹ میں پہلے سے درج تھی، یعنی یہ کہ مرزا قادیانی نے

اپنی سرگرمیوں کا آغاز ایک مولوی کے طور پر کیا اور اس کا خاص مشن چوہڑوں کی طرف تھا۔ یہ تکرار اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ چوہڑوں سے تعلق محض ایک وقتی الزام یا مخالفین کی گھڑی ہوئی بات نہیں بلکہ ایک تسلیم شدہ تاریخی حقیقت تھی جسے مختلف سرکاری ریکارڈز نے محفوظ کیا۔

اس مردم شماری میں احمدیہ جماعت کے پیروکاروں کی تعداد، ان کی عمر کی حد، اور ان کی جغرافیائی نسبت سب واضح طور پر درج ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریک ابتدا میں عددی اعتبار سے محدود اور مخصوص علاقے تک مقید تھی۔ یہ بات بھی نہایت معنی خیز ہے کہ ''احمدیہ'' نام خود اس فرقے نے مردم شماری سے عین پہلے اختیار کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شناخت فطری طور پر نہیں بلکہ ایک انتظامی و سیاسی ضرورت کے تحت اپنائی گئی۔ اس سے مرزا قادیانی کی تحریک کی منصوبہ بندی اور سرکاری نظام سے ہم آہنگی کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے۔

رپورٹ میں مرزا قادیانی کے مہدی یا مسیح ہونے کے دعوے کا ذکر ایک منطقی ارتقا کے طور پر نہیں بلکہ ایک اچانک پیش قدمی کے طور پر سامنے آتا ہے، جو اس کی سابقہ حیثیت یعنی چوہڑوں کے لیے مخصوص مشن رکھنے والے مولوی سے بالکل متضاد ہے۔ مزید برآں جہاد کے عقیدے کی کھلی مخالفت اور صحیح بخاری کی مخصوص تعبیر پر انحصار اس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلامی عقائد کے مجموعی فہم کے بجائے انتخابی اور مصلحت پسندانہ طرزِ استدلال اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ سرکاری رپورٹ اسے اہلِ حدیث کے انتہا پسند طبقے کے بالمقابل کھڑا دکھاتی ہے، جو اس تحریک کی فکری سمت اور اس کے سیاسی اثرات کو بھی بے نقاب کرتی ہے۔

CENSUS OF INDIA, 1901.

VOLUME XVII.

THE

PUNJAB, ITS FEUDATORIES, AND THE NORTH-WEST FRONTIER PROVINCE.

PART I.

THE REPORT ON THE CENSUS.

BY

H. A. ROSE,

OF THE INDIAN CIVIL SERVICE,
PROVINCIAL SUPERINTENDENT OF CENSUS OPERATIONS.

'*Statistics accumulate and knowledge decays.*'





SIMLA:
PRINTED AT THE GOVERNMENT CENTRAL PRINTING OFFICE.

1902.

39. The Ahmadiyas.—The sect return shows 1,113 followers, males over 15, of Mirza Ghulam Ahmad of Kadian in the Gurdaspur District. In October 1900 in view of the approaching census, this sect adopted the designation of Ahmadiya, and our return is probably a complete one. The leader of the sect is a Barlas Mughal, whose family came from Persia, in the time of Babar and obtained a *jagir* in the present District of Gurdaspur. Beginning as a Maulavi with a special mission to the sweepers, the Mirza eventually advanced claims to be the Mahdi or Messiah, expected by Mohammadans and Christians alike. The sect however emphatically repudiates the doctrine that the Mahdi of Islam will be a warrior and relies on the Sahih Bokhari, the most authentic of the traditions, which says 'he shall wage no wars, but discontinue war for the sake of religion.' In his voluminous writings the Mirza has combated the doctrine of Jihad and the sect is thus opposed to the extreme section of the Ahl-i-Hadis.

Gurdaspur Gazetteer, 1891-92, page 61.

40. The Ditte-Shahis—The following account of a new unorthodox sect of Mohammadan origin by Lala Piara Ram, Extra Assistant Commissioner, is of interest:—

"The only religious sect requiring notice in the Gujrat District is that of the Ditte-Shahi Musalmans. The sect is not an influential one, but as it sometimes attracts attention, a brief description of it will be useful. Ditte-Shah, the founder of the sect, was an Arain of Suk Kalan, about three miles east of Gujrat town. At the age of 40 he became a disciple of a *fakir* named Mian Mohammad Panah of Sheikhpur in Gujrat and having given up worldly pursuits began to lead a retired life. His creed was a simple one: he exhorted people to do good actions and disregard outward ceremonials. He wore red clothes and is said to have given up the religious duties enjoined by Islam. People flocked to him in large numbers, and gave him presents, which were taken care of by his sister's son Mian Muhammad Yar. He made some disciples and died about 20 years ago. He was succeeded by Mian Muhammad Yar who is now considered the head of the sect.

There is no learned man among the Ditte-Shahis and the sect do not possess any books or literature. They discard the ordinary religious duties observed by Musalmans and consider Ditte Shah to be the real *Rasul* of God and feel so much reverence for him that others think that they believe him to be not different from God. The initiated Ditte-Shahis (Lalposh) wear red clothes and also ornaments and lead a cheerful life. On the occasion of the anniversary of Ditte Shah's death, which is on the 5th of Bhadon, they hold a fair at his tomb in Suk Kalan, singing and dancing and expressing joy on the occasion. If a Ditte-Shahi dies his bier is accompanied by singing parties and a large concourse of people assemble. The present head of the sect is about 50 years of age, and though illiterate is respected by all. There are also 12 or 13 other men, disciples of Ditte-Shah, who are regarded as initiated and are therefore objects of veneration.

The exact number of followers is not known but is believed to be a thousand or more. Three fairs are held:—

(1) Fair of Shah Khurshed held in Sialkot. This is held in the month of Chet, when Ditte-Shahis assemble at Suk and start together for Sialkot.

(2) Fair of Muhammad Panah, the spiritual guide of Ditte Shah. This is held in the month of Har at Sheikhpur.

(3) Fair of Ditte Shah. This is held in Bhadon at Suk where there is a tomb of Ditte Shah.

The belief among the common people is that Ditte Shah was a pious man who led a good life and was a Fakir. He used to dress at times like a woman, but was free from sensuality. Whatever he received from the people he distributed in alms. He is said to have made no disciples, but on his death a tomb was erected to him which is looked upon with respect by the ignorant people. Amongst the orthodox Musalmans Ditte Shahis are considered to be heretics. It is said that they number about 2,000 persons. Some have actually returned themselves as Ditte-Shahi."

The number of this sect which appears in our returns is 7!

41. The Shias—As in previous Censuses there can be but little doubt that our figures for Shias are considerably below the mark. The Shia is allowed, and even encouraged, to conceal his creed, if its exposure would be inconvenient. Even in Bahawalpur the Shias only amount to 3·4 per cent. of the total Mohammadan population.

چوہڑوں کا لیڈر بننے پر مرزا قادیانی کا احتجاج

مردم شماری میں خلاف واقعہ رپورٹ

مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ سول ملٹری گزٹ میں چونکہ حسب دستور مردم شماری پر ریمارک لکھا جا رہا ہے انہوں نے اس غلطی کو شائع کر دیا ہے کہ احمدیہ فرقہ کا بانی میرزا غلام احمد ہے اس نے اول ابتدا چوہڑوں سے کی اور پھر ترقی کرتے کرتے اعلیطبقہ کے آدمی اس کے پیرو ہو گئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کی بہت جلد تردید ہونی چاہیے یہ تو ہماری عزت پر بہت سخت حملہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت حکم صادر ہوا کہ ایک خط جلد تر انگریزی زبان میں چھاپ کر گورنمٹ اور مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجا جاوے تا کہ اس غلطی کا ازالہ ہو اور لکھا جاوے کہ گورنمٹ کو معلوم ہو گا کہ چوہڑے ایک جرائم پیشہ قوم ہے ان سے ہمارا کبھی بھی تعلق نہیں ہوا۔

ایک شخص نامی مرزا امام الدین قادیان میں ہے جس کی ہم سے 30 برس سے زیادہ سے عداوت چلی آتی ہے اور کوئی میل ملاپ اس کا اور ہمارا نہیں ہے اس کا تعلق چوہڑوں سے رہا اور اب بھی ہے۔ تو ایک فریق جو کہ ہمارا دشمن ہے اور اس کا تعلق چوہڑوں سے ہے اس کے عادات اور چال چلن کو ہم پر تھوپنا سخت درجہ کی دل آزاری ہماری اور ہماری جماعت کی ہے اور یہ عزت پر سخت حملہ ہے اور ایک بڑی مکروہ کاروائی ہے جو کہ سرزد ہوئی ہے چوہڑے تو درکنار

ہمیں تو ایسے لوگوں سے بھی تعلق نہیں ہے جو کہ ادنی درجہ کے مسلمان اور رذیل صفات رکھتے ہیں ہماری جماعت میں عمدہ اور اعلی درجہ کے نیک چال چلن کے لوگ ہیں اور وہ سب حسنہ صفات سے متصف ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو ہم ساتھ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ صاحب ضلع گورداسپور رسے اس امر کی تحقیقات کرے اور عدل سے کام لیکر اس آلودگی کو ہم سے دور کرے ہم خود امام الدین کو اسی لئے نفرت سے دیکھتے ہیں کہ اس کا ایسی قوم سے تعلق ہے۔ پنجاب میں یہ مسلم امر ہے کہ جس شخص کے زیادہ تر تعلقات چوڑھوں سے ہوں اس کا چال چلن اچھا نہیں ہوا کرتا اس لئے گورنمٹ کا فرض ہے کہ اس غلطی کا ازالہ کرے۔

(قادیانی اخبار البدر 20 فروری 1903 صفحہ 37)

چوہڑوں کا لیڈر قرار دیے جانے پر مرزا قادیانی کا احتجاج اعتراف، انکار اور الزام تراشی

جب گورداسپور گزٹ اور مردم شماری ہند 1901 جیسی مستند اور سرکاری رپورٹس میں یہ حقیقت درج ہوگئی کہ مرزا قادیانی نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز چوہڑوں میں ایک خاص مشن کے طور پر کیا تھا، تو مرزا قادیانی اور اس کے قریبی حلقے میں شدید اضطراب پیدا ہوگیا۔ یہ اضطراب اس حد تک بڑھا کہ مرزا قادیانی نے اسے اپنی ''عزت پر سخت حملہ'' قرار دیا اور فوری طور پر انگریز سرکار کو صفائیاں بھیجنے کا حکم صادر کر دیا۔ یہ ردِ عمل بذاتِ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ سرکاری رپورٹ جھوٹ نہیں تھی، کیونکہ اگر یہ محض ایک بے بنیاد الزام ہوتا تو اس قدر بوکھلاہٹ، خط و کتابت اور احتجاج کی ضرورت پیش نہ آتی۔

اخبار البدر کی اس رپورٹ میں مرزا قادیانی کا طرزِ بیان نہایت قابلِ غور ہے۔ وہ اس بات کی تردید نہیں کرتا کہ رپورٹ میں چوہڑوں کا ذکر آیا ہے بلکہ اصل اعتراض یہ ہے کہ ''ہمیں'' چوہڑوں سے جوڑ دیا گیا۔ اس پورے احتجاج میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ مرزا نے کبھی چوہڑوں میں تبلیغ نہیں کی، یا یہ کہ اس کا ان سے کوئی مشن نہیں رہا، بلکہ سارا زور اس بات پر ہے کہ یہ نسبت ''ہماری عزت کے خلاف'' ہے۔ یہ فرق نہایت اہم ہے کیونکہ یہ انکارِ واقعہ نہیں بلکہ انکارِ نسبت ہے، اور یہی چیز مرزا قادیانی کے ذہنی اور طبقاتی تعصب کو عیاں کرتی ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی جان بچانے اور اپنی سماجی ساکھ برقرار رکھنے کے لیے ایک نہایت مکروہ اور اخلاقی طور پر پست حربہ اختیار کیا۔ اس نے فوراً اپنے چچازاد بھائی مرزا امام الدین کو چوہڑوں کا سردار قرار دے دیا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اصل میں چوہڑوں سے تعلق امام الدین کا تھا، نہ کہ اس کا اپنا۔ حالانکہ یہی سرکاری ریکارڈز مرزا غلام احمد کے نام سے اس مشن کو منسوب کرتے ہیں، نہ کہ مرزا امام الدین کے نام سے۔ اگر حقیقت میں چوہڑوں کا لیڈر امام الدین تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گورداسپور گزٹ، مردم شماری ہند اور سول و ملٹری گزٹ سب نے یک زبان ہو کر مرزا غلام احمد کا نام کیوں لکھا۔ کیا انگریز حکومت اجتماعی طور پر کسی ایک شخص کو بدنام کرنے کے لیے جھوٹ گھڑ سکتی تھی؟ ظاہر ہے کہ ایسا دعویٰ خود مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔

اس احتجاجی بیان میں مرزا قادیانی کا طبقاتی غرور پوری شدت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ وہ چوہڑوں کو ''جرائم پیشہ قوم'' کہتا ہے، ان سے تعلق کو ذلت قرار دیتا ہے، اور یہاں تک لکھتا ہے کہ ''ہمیں تو ایسے لوگوں سے بھی تعلق نہیں جو ادنیٰ درجے کے مسلمان اور رذیل صفات رکھتے ہوں''۔ یہ جملے نہ صرف اخلاقی پستی کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ اس شخص کی اصل

ذہنیت کو بھی بے نقاب کرتے ہیں جو بظاہر مساوات، اصلاح اور ہمدردی کے دعوے کرتا تھا لیکن دل سے نچلے طبقے کو حقیر اور نجس سمجھتا تھا۔ یہی وہ شخص تھا جس نے کچھ ہی عرصہ قبل انہی چوہڑوں کو اپنا ''خاص مشن'' بنایا ہوا تھا۔

مرزا قادیانی کا یہ مطالبہ کہ گورنمنٹ ضلع گورداسپور کے افسر سے تحقیقات کروائے اور ''اس آلودگی کو ہم سے دور کرے'' اس بات کا واضح اعلان ہے کہ وہ چوہڑوں کے ساتھ نسبت کو گندگی اور داغ سمجھتا تھا۔ مزید یہ کہ اس نے پنجاب کے سماجی تعصبات کو دلیل بنا کر لکھا کہ ''جس شخص کے زیادہ تر تعلقات چوہڑوں سے ہوں اس کا چال چلن اچھا نہیں ہوتا''۔ یہ جملہ دراصل مرزا قادیانی کے اپنے خلاف سب سے بڑا گواہ ہے، کیونکہ اگر اس کے اپنے معیار کے مطابق چوہڑوں سے تعلق رکھنے والا شخص بدچلن ہوتا ہے تو پھر وہ خود اپنے ماضی کے اعتراف سے کیسے بچ سکتا ہے۔

الغرض یہ احتجاج مرزا قادیانی کی بے گناہی کا ثبوت نہیں بلکہ اس کی بوکھلاہٹ، طبقاتی نفرت، اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کا تحریری ثبوت ہے۔ انگریز سرکار نے کوئی جھوٹ نہیں لکھا تھا، بلکہ جو کچھ دیکھا، سنا اور ریکارڈ میں آیا، اسے درج کر دیا۔ مرزا قادیانی نے اس سچ کو مٹانے کے لیے کبھی احتجاج کیا، کبھی خطوط لکھوائے، اور کبھی اپنے ہی قریبی رشتہ دار کو قربانی کا بکرا بنا دیا لیکن سرکاری ریکارڈ آج بھی موجود ہے اور اس کی چیخ و پکار تاریخ کے سامنے بے وزن ثابت ہو چکی ہے۔

درست نہیں ہوتی اس لئے راضی نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں مطلق نہیں دل ٹھہرے ہو گئے ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ سول ملٹری گزٹ میں چونکہ حسب دستور مردم شماری کا رپورٹ لکھا جا رہا ہے انہوں نے اس غلطی کو شائع کر دیا ہے کہ احمدیہ فرقہ کا بانی مرزا غلام احمد ہے اس نے اول ابتدا چوہڑوں سے کی اور پھر ترقی کرتے کرتے اعلیٰ قسم کے آدمی اس کے پیرو ہو گئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کی بہت جلد تر دید ہونی چاہئیے یہ تو ہماری عزت پر بہت سخت حملہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت حکم صادر ہوا کہ ایک خط جلد تر انگریزی زبان میں چھپا کر گورنمنٹ اور مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجا جاوے تاکہ اس غلطی کا ازالہ ہو اور لکھا جاوے کہ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ چوہڑے ایک جرائم پیشہ قوم ہے ان سے ہمارا کبھی بھی تعلق نہیں ہوا ایک شخص نامی مرزا امام الدین قادیان میں ہے جس کی ہم سے ۳۰ برس سے زیادہ سے عداوت چلی آتی ہے اور کوئی میل ملاپ اس کا اور ہمارا نہیں ہے اس کا تعلق چوہڑوں سے رہا اور اب بھی ہے۔ وہ ایک فریق جو کہ ہمارا دشمن ہے اور اس کا تعلق چوہڑوں سے ہے اس کی عادات اور چال چلن کو ہم پر تھاپ دینا سخت درجہ کی دل آزاری ہمارے اور ہماری جماعت کی ہے اور یہ عزت پر سخت حملہ ہے اور ایک بڑی مکروہ کارروائی ہے جو کہ سرزد ہوئی ہے۔ چوہڑے تو در کنار ہمیں تو ایسے لوگوں سے بھی تعلق نہیں ہے جو کہ ادنیٰ درجہ کے مسلمان اور رذیل صفات رکھتے ہیں ہماری جماعت میں عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک چال چلن کے لوگ ہیں اور وہ سب حسنہ صفات سے متصف ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو ہم ساتھ رکھتے ہیں گورنمنٹ کو چاہئیے کہ صاحب ضلع گورداسپور سے اس امر کی تحقیقات کرے اور عدل سے کام لیکر اس آلودگی کو ہم سے دور کرے ہم خود امام الدین کو اسی لئے نفرت سے دیکھتے ہیں کہ اس کا اسی قوم سے تعلق ہے۔ پنجاب میں یہ مسلم امر ہے کہ جس شخص کے زیادہ تر تعلقات چوہڑوں سے ہوں اس کا چال چلن اچھا نہیں ہوا کرتا اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس غلطی کا ازالہ کرے۔

مردم شماری میں خاندان والا چوہڑا رہا

۲۵ جنوری ۱۹۰۳ء بروز یکشنبہ

آج کی پانچوں نمازیں حضرت اقدس نے باجماعت اپنے اپنے وقت پر ادا کیں اور کسی مجلس میں کوئی ذکر قابل درج اخبار نہ ہوا صرف عشاء کے وقت آپ نے یہ تجویز کی کہ بیعت کا رجسٹر بالکل اطمینان کی صورت میں نہیں معلوم ہوتا اس لئے اب آئندہ اس کے فارم چھپوا کر اسی طرح سے رکھا جاوے کہ جب چاہیں فوراً تعداد مل جاوے اور اپنی جماعت کی تعداد معلوم کرنے کے واسطے مردم شماری کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ کیونکہ اگر سب بیعت کنندگان کے نام محفوظ ہوں تو ان کو ضروری ضروری باتیں پہنچائی جا سکتی ہیں۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء بروز دوشنبہ

آج کی پانچوں نمازیں حضرت اقدس نے اپنے اپنے وقت پر باجماعت ادا کیں۔

ظہر اس وقت حضور نے تشریف لا کر مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سامنے بانفل اور ایک گلاس نہیں معلوم سپاری کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے اس کے دیکھنے کے بعد مجھے دو گھنٹے تک کھانسی سے بالکل آرام رہا حالانکہ اس سے پیشتر مجھ کو کھانسی دم نہ لینے دیتی تھی۔

مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ سلطان احمد (حضور کے لڑکے) آئے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک ایسی ہی خواب آئی تھی اس کی وہی تعبیر تبلائی جو آپ نے سمجھی یعنی خدا کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوگا سلطان سے مراد براہین اور نشان ہوا کرتا ہے۔

عصر اس وقت اگرچہ حضرۃ اقدس نے تھوڑی دیر مجلس کی اور ثناء اللہ کے قادیان میں آنے کا ذکر ہوتا رہا آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو اُسے بہت وسعت دی تھی جس قدر چاہتا ہر ہر گھنٹہ کے بعد تین چار سطریں لکھکر پیش کیا کرتا اور اگر اُسے بیان کرنے کی نوبت دیجاتی تو بھی اس کی شامت تھی کہ آخر اُسے بہر حال جھوٹ سے کام لینا پڑتا۔

اخبار والوں اور عوام الناس کی شرارتوں اور خلاف واقعہ بیانات کی نسبت فرمایا کہ اب ہماری جماعت کو چپ ہی رہنا چاہئیے کچھ جواب نہ دیویں خدا ہی ان لوگوں سے سمجھیگا تعجب ہے کہ ثناء اللہ نے بالکل لیکھرام والی چال اختیار کی ہے جس کی غرض مباحثہ سے اظہار حق نہ ہو اس سے مباحثہ کرنا لاحاصل ہے یہ کاروبار اب زمین پر نہیں رہا بلکہ آسمان پر ہے۔

قبل از عشاء اس وقت اول حضرۃ اقدس مولوی عبداللطیف خان صاحب اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کرتے رہے اور پھر اپنے چند ایک رویا و بتلائے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ عدالت کی جو کارروائی جیسے زمین پر جا سکتا ہے ویسا ہی طریق خدا تعالیٰ نے بھی اختیار کیا ہوا ہے۔ منجملہ ان کے ایک خواب تو وہ بیان کی جس میں سرخی کے چھینٹے آپ کے لباس مبارک پر پڑے تھے۔

تازہ ڈائری

مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۰۳ء بروز چہارشنبہ

عرش ...... عرش کے متعلق

ایک صاحب نے سوال کیا کہ ثم استوا علی العرش کے کیا معنے ہیں اور عرش کیا شئے ہے فرمایا کہ اس کے بارہ میں لوگوں کے مختلف خیالات ہیں کوئی تو اُسے مخلوق کہتا ہے اور کوئی غیر مخلوق لیکن اگر ہم غیر مخلوق نہ کہیں تو پھر استوا باطل ہوتا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ عرش کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کی بحث ہی عبث ہے یہ ایک استعارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اعلیٰ درجے کی بلندی کو بیان کیا ہے یعنی ایک ایسا مقام جو کہ ہر ایک جسم اور ہر ایک نقص سے پاک ہے اور اس کے مقابلہ پر یہ دنیا اور تمام عالم ہے کہ جس کی انسان کو پوری پوری خبر بھی نہیں ہے ایسے مقام کو قدیم کہا جا سکتا ہے لوگ اس میں حیران ہیں اور غلطی سے اُسے ایک مادی شئے خیال کرتے ہیں اور قدامت کے لحاظ سے جو اعتراض لفظ ثم کا آتا ہو تو بات یہ ہے کہ قدامت میں ثم آجاتا ہے جیسے ثم ماتھ میں

پھر اپنے شکوک و شبہات پیش کردیوے خواہ اس طرح ایک ماہ تک کرتا رہتا۔ اگر اس طرح نیک نیتی سے کوئی اپنی تشفی چاہے تو ہم اُسے چھ ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ اس کا سب بوجھ برداشت کر سکتے ہیں مگر ان لوگوں کی نیت درست نہیں ہوتی اس لیے راضی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں مطلق نہیں۔ دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔

مردم شماری میں خلاف واقعہ رپورٹ

مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ سول ملٹری گزٹ میں چونکہ حسب دستور مردم شماری پر ریمارک لکھا جا رہا ہے انہوں نے اس غلطی کو شائع کر دیا ہے کہ احمدیہ فرقہ کا بانی مرزا غلام احمد ہے اس نے اوّل ابتدا چوڑھوں سے کی۔ پھر ترقی کرتے کرتے اعلیٰ طبقہ کے آدمی اس کے پَیرو ہو گئے حضرت اقدس نے فرمایا:-

اس کی بہت جلد تردید ہونی چاہیئے یہ تو ہماری عزت پر سخت حملہ کیا گیا ہے چنانچہ اسی وقت حکم صادر ہوا کہ:

ایک خط جلد تر انگریزی زبان میں چھاپ کر گورنمنٹ اور مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجا جائے تاکہ اس غلطی کا ازالہ ہو اور لکھا جاوے کہ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ چوڑھے ایک جرائم پیشہ قوم ہے اُن سے ہمارا کبھی بھی تعلق نہیں ہوا۔ ایک شخص نامی مرزا امام دین قادیان میں ہے جس سے ہماری تیس برس سے عداوت چلی آتی ہے اور کوئی میل ملاپ اس کا اور ہمارا نہیں ہے۔ اس کا تعلق چُوڑھوں سے رہا اور اب بھی ہے۔ اس کی عادات اور چال چلن کو ہم پر تھاپ دینا سخت درجہ کی دلآزاری ہماری اور ہماری جماعت کی ہے اور یہ عزت پر سخت حملہ ہے اور بڑی مکروہ کارروائی ہے جو کہ سرزد ہوئی ہے اور چوڑھے تو درکنار ہمیں تو ایسے لوگوں سے بھی تعلق نہیں ہے جو کہ ادنیٰ درجہ کے مسلمان اور رذیل صفات رکھتے ہیں۔ ہماری جماعت میں عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک چال چلن کے لوگ ہیں اور وہ سب حسنہ صفات سے متصف ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو ہم ساتھ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ صاحب ضلع گورداسپور[1] سے اس امر کی تحقیقات کرے اور عدل سے کام لیکر اس آلودگی کو ہم سے دُور کرے۔ ہم خود امام دین کو اسی لیے نفرت سے دیکھتے ہیں کہ اس کا ایسی قوم سے تعلق ہے۔ پنجاب میں یہ مسلّم امر ہے کہ جس شخص کے زیادہ تر تعلقات چوڑھوں سے ہوں اس کا چال چلن اچھا نہیں ہوا کرتا۔ اس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس غلطی کا ازالہ کرے۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۶-۳۷ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء)

---

[1] مُراد ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور (مُرتب)

مردم شماری و گزٹ پر احتجاج

مردم شماری پنجاب اور فرقہ احمدیہ کے متعلق خطرناک غلطی

صوبہ پنجاب اور شمالی مغربی صوبہ کی مردم شماری کی رپورٹ اسوقت ہمارے سامنے ہے اس کے صفحہ 143 پر سلسلہ عالیہ کے متعلق پیرا گراف نمبر 39 میں ایک خطرناک اور قابل افسوس غلطی کا ارتکاب ہوا ہے۔اس فرقہ کی تعداد کو ظاہر کرتے وقت صرف 1113 ایسے مردوں کی تعداد بتائی ہے جنکی عمر 15 سال سے اوپر ہے اگر چہ اس تعداد میں 15 سال سے کم عمر کے بچے اور عورتیں قطعاً شامل نہیں تا ہم اس تعداد کی صحت کو کسی حالت میں قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہیں اور نہ کوئی شخص جو اس فرقہ کی حیرت انگیز ترقی سے واقف ہے اس تعداد کو صحیح باور کرسکتا ہے۔بلکہ ہمارا یقین ہے کہ گورنمنٹ بھی استعداد کی صحت میں شک کرنیکی وجوہات رکھتی ہے۔جبکہ ہفتہ وار آنے والے لوگوں کی فہرستیں مرتب ہو کر بعض ذمہ دار آفیسرز کے پاس یہاں سے پہنچی ہیں اور ہم نے اپنے اخبار کے ذریعہ بعیت کرنے والوں کی فہرستوں کو شائع کیا ہے۔ان میں سے بعض اوقات کئی کئی سو آدمیوں کی فہرستیں شائع کی گئیں ہیں۔محکمہ مردم شماری سے اس غلطی کا ارتکاب کیوں ہوا؟ ہمارے نزد چند ایسی وجوہات ہیں جو اس غلطی کا موجب ہوئے ہیں جن میں سے بعض کے لیے ہم ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔

اول: اس فرقہ کا ایسا نام درج ہونے کے لیے جو اشتہارات شائع

کیے گئے وہ ایسے وقت شائع ہوئے جبکہ مردم شماری کا کام شروع ہو چکا تھا اور ایسی حالت میں قریباً ناممکن تھا تمام افراد کو پورے طور پر اطلاع ہو سکتی۔ اگرچہ محکمہ مردم شماری کے ذمہ دار آفیسرز کو اس امر سے واقف کرنے کے لیے پوری () تاہم ایسی عجلت میں کیا ہو سکتا تھا۔

دوم: محکمہ مردم شماری کی طرف سے بجائے خود کیسا ہی التزام کیوں نہ ہو لیکن یہ امر قرین قیاس نہیں بلکہ یقینی ہے کہ شمار کنندگان بوجہ اپنی سواری اور کم واقفیت اور پھر کام کی کثرت اور وقت کی تنگی کے کبھی ایسی کوشش نہیں کرتے کہ پورے طور پر ہر فرقہ کی بابت دریافت کر کے لکھیں بلکہ عام قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کے نام کے ساتھ علی العموم سنی کا لفظ لکھ دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس امر کو تسلیم کرنے کے لیے ہمارے یورپین آفیسر زطیار نہ ہوں۔ مگر کام کرنے والے دیسی صاحبان اس طرز عمل سے ناواقف نہ ہوں گے۔ پس اندراجات میں عجلت شمار کنندہ کی کمی واقفیت اور ممبران فرقہ کا عدم علم ساری باتیں مل ملا کہ اس غلطی کا باعث ہوگئی ہیں۔

ورنہ جس حال میں صوبہ بمبئی میں 1087 اور صوبہ جات متحدہ میں 931 تعداد ہے تو یہ بات کبھی قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی کہ پنجاب میں صرف 15 برس سے اوپر مردو کی تعداد 1113 ہی ہو۔ بجالیکہ اس فرقہ کا آغاز اسی پنجاب سے ہوا اور پنجاب ہی میں اس کے متعلق کثرت سے اشاعت ہوئی ہے۔ واقعات صحیحہ کی بنا پر یہ ثابت ہو سکتا

ہے کہ اس تعداد میں بہرحال محکمہ مردم شماری کو ایک غلطی یا دھوکا ضرور ہوا ہے ۔اس غلطی کے اسباب میں سے ممکن تھا ہم بھی ہو سکتے جبکہ یہ کہتے ہیں کہ اشتہار اس نام کے متعلق اسوقت ہوا جبکہ مردم شماری کا ابتدائی کام شروع ہوا تھا لیکن ہم اس سے بری ٹھہر جاتے ہیں جب یہ دیکھتے ہیں کہ محکمہ مذکور کی طرف سے کہ ایک اور خطرناک اور مزیل حیثیت عرفی غلطی کا ارتکاب ہوا ہے جو معمولی سہل نگاری کا نتیجہ ہے اور جس سے پایا جاتا ہے کہ اسپہلی غلطی کا پورا ذمہ دار بھی محکمہ مذکور ہی ہے ۔ ورنہ ایسی بیہودہ غلطی نہ کی جاتی اور وہ غلطی یہ ہے کہ اس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس فرقہ کے بانی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بحیثیت ایک مولوی کے پہلے چوہڑوں کو تبلیغ شروع کی ۔ حالانکہ پنجاب کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ عالیجناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کبھی اس قوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں پیدا کیا محکمہ مردم شماری کے افسر ونکو یہ غلطی اور دھوکا گوردار سپور گزٹیر 1891-92ء کے صفحہ 61 سے لگا ہے جہاں پہلے ہی اس غلطی کا ارتکاب ہو چکا تھا ۔ اور ہم کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہز ار لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کو اس کی اصلاح کے متعلق لکھا گیا تھا تو انھوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو اسکی اصلاح کے لیے ہدایت کر دی تھی ۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ غلطی کیسے وقوع میں آئی ۔

اس غلطی کی اصلاح بہت جلد ہونی چاہیے چنانچہ خود حضرت اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے اس غلطی پر نوٹس لیکر ہزار

لیفٹیننٹ بہادر پنجاب کو توجہ دلائی ہے۔ ہم ذیل میں سر دست اس چھٹی کو درج کرتے ہیں اور ہزار سر چارلس بالقابہ کی گورنمنٹ سے توقع کرتے ہیں، کہ وہ بہت جلد اسکی اصلاح کر کے فرقہ احمدیہ کی قریباً دو لاکھ پبلک کو ممنون فرما دیں گے جن کے پیشوا اور امام کے متعلق ایسی غلطی ہوگئی ہے۔ جو مزیل حیثیت عرفی ہے۔ وہ چٹھی یہ ہے:

1: پنجاب کی مردم شماری کی رپورٹ کے حصہ اول باب 3 فقرہ 39 صفحہ 143 میں میرے متعلق لکھا گیا ہے کہ میرا پہلا کام بحیثیت ایک مولوی کے چوڑھوں کو تبلیغ کا تھا۔

2: یہ بیان بالکل خلاف واقعہ اور بے بنیاد ہے، اور میری عزت اور شہرت کو سخت نقصان پہونچانیوالا ہے۔

3: جس شخص نے چوڑھوں کی تبلیغ کا دعوی کیا تھا وہ ایک بالکل الگ آدمی ہے جس کا نام امام الدین ہے جس کے اصول اسلام سے بالکل مخالف ہیں اور میں اور دیگر تمام سچے مسلمان ان اصولوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ شخص تیس سال سے زیادہ عرصہ سے میرے سخت مخالفوں میں سے ہے اور یہ بالکل بعید از انصاف ہے کہ ایک ایسے شخص کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا جائے جس سے میں سخت بیزار ہوں۔

4: چوڑھے ایک ایسی قوم ہے جو اس ملک میں جرائم پیشہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور میرا تعلق ایسی قوم سے ظاہر کرنا جو ایک بالکل بے بنیاد امر ہے۔ میری طرف ایک ذلیل حالت کو منسوب کرنا ہے۔ چوڑھے

ایک ذلیل قوم سمجھی جاتی ہے اور اس قسم کا بیان جو مردم شماری کی رپورٹ میں ہے میری شہرت کو سخت نقصان پہونچانیوالا اور میرے اور گورنمنٹ کے ہزار ہا وفادار اور معزز رعایا کے لوگوں کے دلونکو دکھ دینے والا ہے جو مجھے اپنا روحانی پیشوا اور مذہبی سرکردہ تسلیم کرتے ہیں۔

5: میرے اصول اور تعلیم جو ابتدا سے ہی لوگونکو سکھاتا ہوں وہ ایسے اخلاق فاضلہ سکھانے والے اور اعلی مراتب روحانیت پر پہونچا نیوالے ہیں کہ چوہڑے تو ایک طرف رہے۔وہ مسلمان بھی نہ انکو قبول کر سکتے ہیں اور نہ انھوں نے قبول کیا ہے جو ذلیل حالت میں ہیں اور جن کی اخلاقی حالتیں گری ہوئی ہیں بلکہ اسی فہیم اور شریف انسان انکو قبول کرتے ہیں جو نہایت پاکیزہ زندگیاں بسر کرتے ہیں اور میرے پیرو میں کثرت سے رائیس، جاگیر دار معزز گورنمنٹ کے عہدہ دار سوداگر فاصل علماء اور اعلی درجہ کے تعلیم یافتہ مسلمان ہیں۔

6: اسی قسم کا ایک بیان میرے متعلق پہلے گورداسپور گزٹر میں کیا گیا تھا لیکن جب گورنمنٹ کو اس غلطی کی طرف توجہ دلائی تو گورنمنٹ نے اپنی چٹھی نمبر 93 مورخہ 16 مارچ 1901ء (عین اس وقت جبکہ مردم شماری ختم ہو چکی تھی) ہوم ڈپارٹمنٹ میں یہ جواب دیا تھا کہ یہ فقرہ نظر ثانی کے وقت نکال دیا جاوے گا اور اسکے متعلق گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کو ہدایتکر دی گئی ہے۔

7: یہ فقرہ اب ایسی کتاب میں درج کیا گیا ہے جو کہ دنیا میں معتبر سمجھی

جاتی ہے اور اگر اسکی تردید معاً ہی نہ کی جاوے تو میری عزت اور شہرت کونقصان پہونچائے گا۔

8: یہی فقرہ مردم شماری کی رپورٹ کی بنا پر سول ملٹری گزٹ لاہور میں چھاپ دیا گیا ہے۔اور تردید نہ ہونیکی صورت میں دوسرے تمام اخبارات میں اسی طرح شائع ہو کر مجھے نقصان پہونچانے والا ہوگا اور اس طرز پر تمام دنیا کے سامنے غلطی سے میرا تعلق ایک ذلیل قوم کے ساتھ ظاہر کیا جاوے گا۔

9: میں رؤسا کے ایک ایسے خاندان س ہوں جس کی گورنمنٹ ہمیشہ عزت کرتی رہی ہے بسبب ان قابل قدر خدمات کے جو اس خاندان نے وفاداری سے کی ہیں اور میری نسبت بہ خلاف واقع بیان تمام خاندان کی شہرت اور عزت کو داغ لگانے والے ہے۔

10: گورنمنٹ اس بیان کا جھوٹا اور بے بنیاد ہونا آفسران ضلع کی معرفت تحقیق کرسکتی ہے۔آخر میں یہ الفاظ فرقہ احمدیہ کے متعلق رپورٹ مردم شماری میں لکھے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔ یہ فرقہ بڑے زور سے اس اعتقاد کو رد کرتا ہے کہ اسلام کا مہدی خونی مہدی ہوگا اور صحیح بخاری کی بنا پر جو حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے یہ روایت پیش کرتا ہے کہ وہ جنگ نہیں کرے گا بلکہ مذہب کی خاطر جو لڑائیاں ہوتی ہیں ان کو بند کردے گا اپنی ضخیم تصنیفات میں میرزا صاحب نے جہاد کی تعلیم کے برخلاف بہت کوشش کی ہے اور اسبارہ میں یہ فرقہ اس فرقہ اہلحدیث کے جو افراط کی طرف چلا گیا

ہے بالکل مخالف ہے۔

(قادیانی اخبار الحکم 28 فروری 1903 صفحہ 12،13)

اعداد و شمار پر شدید انکار اور عددی مبالغہ

احتجاجی تحریر کا آغاز مردم شماری میں درج تعداد کو ناقابل قبول قرار دینے سے ہوتا ہے اور جماعت کی ”حیرت انگیز ترقی“ کا حوالہ دے کر سرکاری عددیات کو کم تر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طرزِ استدلال اس حقیقت کو نظر انداز کرتا ہے کہ مردم شماری ایک مخصوص تاریخ، معیار اور تعریف کے تحت کی جاتی ہے، جبکہ اخباری بیعت فہرستیں یا ہفتہ وار اندراجات مردم شماری کے ہم معنی نہیں ہوتے۔ یہاں عددی اختلاف کو انتظامی طریقۂ کار کے بجائے نیت پر محمول کرنا احتجاجی بیانیے کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

تاخیر سے نام کی رجسٹریشن اور انتظامی ذمہ داری

تحریر میں تسلیم کیا گیا ہے کہ فرقے کا نام مردم شماری کے آغاز کے بعد مشتہر ہوا۔ اس اعتراف کے باوجود پوری ذمہ داری شمار کنندگان پر ڈال دی جاتی ہے۔ یہ داخلی اعتراف بذاتِ خود بتاتا ہے کہ شناختی تاخیر ایک حقیقی عامل تھی، جس کے اثرات مردم شماری کے نتائج پر پڑ سکتے تھے۔ یوں انتظامی سبب مان کر بھی نتیجے کو مکمل طور پر باطل کہنا منطقی تضاد پیدا کرتا ہے۔

شمار کنندگان پر الزام اور عمومی قاعدہ

شمار کنندگان کی کم واقفیت، عجلت اور عمومی اندراج کے طریقے کو بنیاد بنا کر یہ مفروضہ قائم کیا گیا کہ مخصوص فرقہ شناخت نہ ہو سکی۔ یہ دلیل امکانات کی بات کرتی ہے، قطعی ثبوت پیش نہیں کرتی۔ سرکاری رپورٹ کے ساتھ موجود حوالہ جاتی ربط (گزٹ کا ذکر) اس مفروضے کو مزید کمزور کرتا ہے کیونکہ وہاں مشاہدہ نام و نسب کے ساتھ درج ہے۔

بنیادی اعتراض، چوہڑوں میں آغاز کی نفی

احتجاج کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ بطور مولوی ابتدا میں چوہڑوں میں تبلیغ کا بیان ’’خلافِ واقعہ‘‘ ہے۔ تاہم اس کی تردید میں براہِ راست تاریخی شواہد کے بجائے سماجی تعمیمات اور شہرت کے نقصان کی دہائی دی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، سرکاری گزٹ اور مردم شماری دونوں میں ایک ہی مفہوم کی تکرار اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ بیان کسی واحد غلط فہمی کا نتیجہ نہیں تھا۔

الزام کی منتقلی، امام الدین کا حوالہ

تحریر میں اس بیان کو ایک اور شخص (امام الدین) کی طرف منسوب کر کے خود کو بری الذمہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ اسلوبِ دفاع واقعاتی تردید کے بجائے شخصیت کی تبدیلی پر قائم ہے۔ اگر اصل واقعہ کسی اور سے متعلق ہوتا تو سرکاری ریکارڈ میں نام کی درستی ایک سادہ اصلاح سے ممکن تھی، مگر مسلسل حوالہ مرزا غلام احمد کے نام ہی پر قائم رہا۔

سماجی زبان اور طبقاتی فاصلے کا اظہار

احتجاجی متن میں بعض سماجی طبقات کے بارے میں سخت زبان استعمال کی گئی ہے اور اس نسبت کو ’’عزت وشہرت‘‘ کے منافی بتایا گیا ہے۔ اس اسلوب سے یہ پہلو نمایاں ہوتا ہے کہ اعتراض کی بنیاد اخلاقی یا تاریخی کم اور سماجی وقار کے احساس پر زیادہ ہے۔ یہ نکتہ تحریک کے ابتدائی مخاطبین کے انتخاب اور بعد کے انکار کے باہمی تضاد کو اجاگر کرتا ہے۔

اشرافی پیروکاروں کی فہرست بطور دلیل

تحریر میں رئیسوں، جاگیرداروں اور تعلیم یافتہ افراد کی شمولیت کو دلیل بنایا گیا ہے۔ یہ دلیل زمانی ترتیب کو نظرانداز کرتی ہے، کیونکہ بعد کی توسیع ابتدائی آغاز کی نفی نہیں کرتی۔ تاریخی بحث میں ابتدا اور ارتقا کو خلط ملط کرنا نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔

اشاعتی خوف اور ساکھ کا مسئلہ

اخبارات میں اشاعت کے خدشے اور عالمی ساکھ کے نقصان پر زور دیا گیا ہے۔ یہ پہلو بتاتا ہے کہ اصل تشویش واقعے کی صحت سے زیادہ عوامی تاثر تھی۔ اسی لیے فوری تردید اور سرکاری اصلاح پر اصرار کیا گیا۔

خاندانی وقار کا حوالہ

اپنے خاندان کی وفاداری اور سرکاری احترام کا ذکر احتجاج میں نمایاں ہے۔ یہ دلیل نسبی وقار کو تاریخی شہادت پر ترجیح دیتی ہے، جبکہ تحقیق میں وقار نہیں بلکہ شواہد فیصلہ کن ہوتے ہیں۔

جہاد و عقیدہ کے اقتباس کا غیر متعلقہ اندراج

احتجاج کے آخر میں جہاد سے متعلق عقیدے کا اقتباس شامل کیا گیا ہے، جو اصل اعتراض (ابتدائی مخاطبین) سے براہِ راست متعلق نہیں۔ یہ اضافی مواد بیانیے کو عقیدتی دفاع کی طرف موڑ دیتا ہے اور بنیادی تاریخی سوال پس منظر میں چلا جاتا ہے۔

یہ احتجاجی تحریر سرکاری بیانات کی مکمل تردید پیش کرنے کے بجائے ساکھ، سماجی وقار اور انتظامی مفروضات پر انحصار کرتی ہے۔ متعدد داخلی اعترافات، الزام کی منتقلی، اور غیر متعلقہ عقیدتی دفاع اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مسئلہ واقعے کی تحقیق سے زیادہ اس کی نسبت اور عوامی تاثر کا تھا۔

مرزا قادیانی کا پہلا مرید چوہڑہ تھا

لدھیانہ کے ایک دوست نور محمد نامی نو مسلم تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بہت محبت و اخلاص رکھتے اُنہوں نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ بیٹا جب باپ کے پاس جائے تو اسے کچھ نہ کچھ نذر ضرور پیش کرنی چاہیے۔ان کا مطلب یہ تھا کہ میں مصلح موعود ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا ہوں اور چونکہ وہ اپنے آپ کو خاص بیٹا سمجھتے تھے اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کم سے کم ایک لاکھ روپیہ تو انہیں ضرور پیش کرنا چاہیے۔کہتے ہیں ابھی اُنہوں نے چالیس پچاس ہزار روپیہ ہی جمع کیا تھا کہ وہ فوت ہو گئے اور نہ معلوم روپیہ کون کھا گیا۔اُنہوں نے بہت سے چوہڑے مسلمان کئے اور ان سے کہا کرتے تھے کہ کچھ روپیہ جمع کرو پھر تمہیں دادا پیر کے پاس ملاقات کے لئے لے چلوں گا کچھ عرصہ کے بعد ان کو مسلموں نے کہا کہ پتہ نہیں کہ آپ کب جائیں گے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم قادیان ہو آئیں۔اس پر اُنہوں نے ان نو مسلموں کو قادیان آنے کی اجازت دے دی۔وہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جب سیر کے لئے نکلے تو وہ باہر کھڑے ہوئے تھے غالباً وہ 9 آدمی تھے۔ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک اشرفی پیش کی کیونکہ ان کے پیر نے کہا تھا کہ تم دادا پیر کے پاس جا رہے ہو میں تمہیں اس شرط پر جانے کی اجازت دیتا ہوں کہ تم دادا پیر کے سامنے سونا پیش کرو۔چنانچہ اُنہوں نے ذکر کیا کہ

ہمارے پیر نے ہمیں اس شرط پر آنے کی اجازت دی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک آدمی آپ کی خدمت میں سونا پیش کرے۔اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وہ سیر کو چلے گئے جب سیر سے واپس آئے تو چونکہ اُن کو حقہ پینے کی عادت تھی اس لئے وہ حقہ پینے کے لئے مرزا امام الدین کے پاس چلے گئے۔وہ حقہ پینے کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ مرزا امام الدین نے کہنا شروع کیا انسان کو کام وہ کرنا چاہیے جس سے اُسے کوئی فائدہ ہو۔تم جو اتنی دور سے پیدل سفر کر کے آئے ہو (کیونکہ ان کے پیر کا حکم تھا کہ تم چونکہ دادا پیر کے پاس جارہے ہو اس لئے پیدل جانا ہوگا) بتاؤ تمہیں یہاں آنے سے کیا فائدہ ہوا؟ ایمان انسان کو عقل بھی دے دیتا ہے بلکہ عقل کو تیز کر دیتا ہے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ان میں سے ایک نو مسلم کہنے لگا کہ ہم پڑھے لکھے تو ہیں نہیں اور نہ ہی کوئی علمی جواب جانتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ آپ کو بھلے مانس مرید ملے نہیں اس لئے آپ چوہڑوں کے پیر بن گئے ہیں۔آپ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ملا؟ آپ مرزا صاحب کی مخالفت کر کے مرزا سے چوہڑے بن گئے اور ہم مرزا صاحب کو مان کر چوہڑوں سے مرزا ہو گئے۔لوگ ہمیں مرزائی مرزائی کہتے ہیں یہ کتنا بڑا فائدہ ہے جو ہمیں حاصل ہوا۔اب دیکھو یہ کیسی مشابہت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کی باتوں میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے رشتہ داروں کی باتوں میں۔

(خلافۃ علی منہاج النبوۃ، جلد دوم صفحہ 263،262)

جماعت احمدیہ چوہڑوں کی جماعت

یہ اقتباس مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی حلقۂ ارادت کی نوعیت، طبقاتی ساخت اور مالی مزاج کو جماعت احمدیہ ہی کے داخلی لٹریچر کی روشنی میں بے نقاب کرتا ہے۔ خلافت علی منہاج النبوۃ کی روایت کے مطابق مرزا قادیانی کا سب سے پہلا نمایاں مرید نور محمد تھا جو لدھیانہ کا رہنے والا نومسلم اور پیشے کے اعتبار سے چوہڑہ تھا۔ یہ حقیقت ہمارے دعویٰ کی بنیاد ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریک کی ابتدائی اینٹ ایک ایسے شخص کے ذریعے رکھی گئی جو سماجی اعتبار سے نچلے طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور جس نے بعد ازاں اسی طبقے میں مرزا قادیانی کے لیے تبلیغی سرگرمیاں انجام دیں۔

روایت میں یہ امر صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ نور محمد نہ صرف مرزا قادیانی سے شدید محبت و عقیدت رکھتا تھا بلکہ اس نے اپنے آپ کو مصلح موعود بھی کہنا شروع کر دیا تھا اور اسی بنیاد پر مرزا قادیانی کو اپنا باپ قرار دیتا تھا۔ باپ بیٹے کے اس مصنوعی رشتے کے تصور کے ساتھ نور محمد کا یہ کہنا کہ بیٹا جب باپ کے پاس جائے تو نذر پیش کرے، دراصل مرزا قادیانی کے مالی مزاج اور روپے پیسے سے رغبت کی طرف ایک داخلی اعتراف ہے۔ نور محمد نے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کم از کم ایک لاکھ روپے پیش کرنے کا منصوبہ بنایا اور چالیس پچاس ہزار روپے جمع بھی کر لیے، جو اس دور کے لحاظ سے غیر معمولی رقم تھی۔

یہ پورا تصور مذہبی اصلاح کے بجائے مالی نذر و نیاز کے گرد گھومتا دکھائی دیتا ہے۔ اسی روایت میں یہ بھی درج ہے کہ نور محمد نے بہت سے چوہڑوں کو مسلمان کیا اور انہیں یہ ترغیب دیتا رہا کہ وہ رقم جمع کریں تا کہ انہیں قادیان لے جا کر دادا پیر سے ملاقات کرائی جا سکے۔ یہ طریقہ کار صاف بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریک کے پھیلاؤ میں مذہبی تعلیم یا فکری مکالمے کے بجائے پیر، نذر اور ملاقات کے تصورات مرکزی کردار ادا کر رہے تھے۔

جب یہ نومسلم چوہڑے قادیان پہنچے تو انہوں نے اپنے پیر کی ہدایت کے مطابق ہر ایک نے ایک ایک اشرفی مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی، جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ جماعت کے ابتدائی ڈھانچے میں مالی پیشکش کو مذہبی قبولیت کے ساتھ جوڑا گیا تھا۔

اس واقعے کا ایک نہایت اہم پہلو مرزا امام الدین کے ساتھ ہونے والی گفتگو ہے جو اسی جماعتی روایت میں محفوظ ہے۔ مرزا امام الدین کا یہ کہنا کہ انسان کو وہ کام کرنا چاہیے جس سے فائدہ ہو، اور یہ سوال اٹھانا کہ اتنی دور سے آنے کا فائدہ کیا ہوا، دراصل اس تحریک کے اندر موجود عملی اور مفاداتی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے جواب میں نومسلم چوہڑے کا یہ کہنا کہ ہم مرزا صاحب کو مان کر چوہڑوں سے مرزا ہو گئے اور لوگ ہمیں مرزائی کہتے ہیں، جماعت کے اندر طبقاتی شناخت کی تبدیلی کے تصور کو ظاہر کرتا ہے، جسے روحانی فائدہ قرار دیا گیا۔ یہ جملہ خود اس بات کا اعتراف ہے کہ جماعت کی پہچان سماجی طور پر ایک نئے لیبل کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔

یہ تمام واقعات اس نتیجے کی طرف لے جاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی جماعت کے ابتدائی ارکان، اس کے اولین مرید اور اس کے فعال مبلغین بڑی حد تک چوہڑوں پر مشتمل تھے، اور اسی طبقے میں اس کی دعوت نے سب سے پہلے جڑ پکڑی۔ نور محمد کا کردار اس حقیقت کو مزید مضبوط کرتا ہے کہ جماعت کی بنیاد میں نہ صرف طبقاتی کمزوری شامل تھی بلکہ مالی نذر و نیاز اور پیرانہ نسبت کو بھی غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ اس باب میں پیش کی گئی شہادتیں کسی بیرونی مخالف کی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے اپنے بیانیے سے اخذ کی گئی ہیں، اور اسی بنا پر یہ ثبوت داخلی، قوی اور ناقابل انکار حیثیت رکھتا ہے۔

پہلا مرید اور طبقاتی بنیاد

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ابتدائی حلقہ ارادت کی بنیاد ایک

ایسے شخص پر رکھی گئی جو سماجی اعتبار سے نچلے طبقے یعنی چوہڑوں سے تعلق رکھتا تھا۔ نور محمد کا پہلا مرید ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کی تشکیل کسی علمی یا اشرافی دائرے سے نہیں بلکہ اسی طبقے سے شروع ہوئی جسے خود مرزا بعد میں باعثِ عار قرار دیتا رہا۔ یہ تضاد اس تحریک کی داخلی کمزوری اور غیر فطری ارتقا کو نمایاں کرتا ہے۔

باپ بیٹے کی نسبت اور مصلح موعود کا دعویٰ

نور محمد کا اپنے آپ کو مصلح موعود کہنا اور مرزا قادیانی کو باپ قرار دینا ایک مصنوعی روحانی نسبت کی تشکیل کو ظاہر کرتا ہے۔ اس نسبت کا مقصد روحانی اصلاح کے بجائے قربت، اختیار اور قبولیت کا تاثر پیدا کرنا تھا۔ اسی تصور کے تحت نذر پیش کرنے کو لازم سمجھا گیا، جو اس رشتے کی حقیقت کو روحانیت سے زیادہ مفاد کے دائرے میں لے آتا ہے۔

مالی نذر اور سونے کی شرط

روایت میں نذر کے طور پر ایک لاکھ روپے جمع کرنے کا تصور اور قادیان حاضری کے لیے سونا پیش کرنے کی شرط اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جماعت کے ابتدائی نظام میں مالی پیشکش کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ شرط مذہبی اخلاص کے بجائے مالی استطاعت کو معیار بناتی ہے، جو ایک اصلاحی تحریک کے بجائے پیرانہ نظام کی علامت ہے۔

چوہڑوں کی تبلیغ اور جماعتی پھیلاؤ

نور محمد کا چوہڑوں کو مسلمان کرنا اور انہیں رقم جمع کرنے کی ترغیب دینا اس حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے کہ جماعت کا پھیلاؤ اسی مخصوص طبقے میں ہوا۔ دعوت کا یہ انداز تعلیم، فہم اور دلیل کے بجائے وعدۂ ملاقات اور مالی تیاری پر قائم تھا، جس سے جماعت کی ابتدائی شناخت اور سمت واضح ہوتی ہے۔

راستے سے لوگوں کو پھیرنے والا ہے اور اس نے لوگوں سے پیسے بٹورنے کے لئے یہ دکان کھول رکھی ہے۔ اب حیرت آتی ہے کہ کونسا ابوجہل آیا جس نے مرزا امام الدین کو یہ باتیں سکھائیں کہ تم باہر سے آنے والوں کو اس طریق سے روکا کرو یہ نسخہ میرا آزمایا ہوا ہے یا پھر یہ ماننا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی باتیں مسمریزم کے ذریعہ مرزا امام الدین سے کہلوالیں۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور صحیح ہوگی۔

لدھیانہ کے ایک دوست نور محمد نامی نَو مسلم تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بہت محبت و اخلاص رکھتے اُنہوں نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ بیٹا جب باپ کے پاس جائے تو اسے کچھ نہ کچھ نذر ضرور پیش کرنی چاہیے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ میں مصلح موعود ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا ہوں اور چونکہ وہ اپنے آپ کو خاص بیٹا سمجھتے تھے اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کم سے کم ایک لاکھ روپیہ تو انہیں ضرور پیش کرنا چاہیے۔ کہتے ہیں ابھی اُنہوں نے چالیس پچاس ہزار روپیہ ہی جمع کیا تھا کہ وہ فوت ہوگئے اور نہ معلوم روپیہ کون کھا گیا۔ اُنہوں نے بہت سے چوہڑے مسلمان کئے اور ان سے کہا کرتے تھے کہ کچھ روپیہ جمع کرو پھر تمہیں دادا پیر کے پاس ملاقات کے لئے لے چلوں گا کچھ عرصہ کے بعد ان نَو مسلموں نے کہا کہ پتہ نہیں کہ آپ کب جائیں گے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم قادیان ہو آئیں۔ اس پر اُنہوں نے ان نَو مسلموں کو قادیان آنے کی اجازت دے دی۔ وہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سیر کے لئے نکلے تو وہ باہر کھڑے ہوئے تھے غالباً وہ ۹ آدمی تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک اشرفی پیش کی کیونکہ ان کے پیر نے کہا تھا کہ تم دادا پیر کے پاس جا رہے ہو میں تمہیں اس شرط پر جانے کی اجازت دیتا ہوں کہ تم دادا پیر کے سامنے سونا پیش کرو۔ چنانچہ اُنہوں نے ذکر کیا کہ ہمارے پیر نے ہمیں اس شرط پر آنے کی اجازت دی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک آدمی آپ کی خدمت میں سونا پیش کرے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وہ سیر کو چلے گئے جب سیر سے واپس آئے تو چونکہ اُن کو حقہ پینے کی عادت تھی اس لئے وہ حقہ پینے کے لئے مرزا امام الدین کے پاس چلے

گئے۔ وہ حقہ پینے کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ مرزا امام الدین نے کہنا شروع کیا انسان کو کام وہ کرنا چاہیے جس سے اُسے کوئی فائدہ ہو۔ تم جواتنی دور سے پیدل سفر کر کے آئے ہو (کیونکہ ان کے پیر کا حکم تھا کہ تم چونکہ دادا پیر کے پاس جارہے ہو اس لئے پیدل جانا ہوگا) بتاؤ تمہیں یہاں آنے سے کیا فائدہ ہوا؟ ایمان انسان کو عقل بھی دے دیتا ہے بلکہ عقل کو تیز کر دیتا ہے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ان میں سے ایک نَومسلم کہنے لگا کہ ہم پڑھے لکھے تو ہیں نہیں اور نہ ہی کوئی علمی جواب جانتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ آپ کو بھلے مانس مرید ملے نہیں اس لئے آپ چوہڑوں کے پیر بن گئے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ملا؟ آپ مرزا صاحب کی مخالفت کر کے مرزا سے چوہڑے بن گئے اور ہم مرزا صاحب کو مان کر چوہڑوں سے مرزا ہو گئے۔ لوگ ہمیں مرزائی مرزائی کہتے ہیں یہ کتنا بڑا فائدہ ہے جو ہمیں حاصل ہوا۔ اب دیکھو یہ کیسی مشابہت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کی باتوں میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ داروں کی باتوں میں۔

مرزا علی شیر صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سالے اور مرزا فضل احمد صاحب کے خسر تھے انہیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانے سے روکنے کا بڑا شوق تھا۔ راستہ میں ایک بڑی لمبی تسبیح لے کر بیٹھ جاتے، تسبیح کے دانے پھیرتے رہتے اور منہ سے گالیاں دیتے چلے جاتے بڑا لٹیرا ہے، لوگوں کو لُوٹنے کے لئے دُکان کھول رکھی ہے۔ بہشتی مقبرہ کی سڑک پر دارالضعفاء کے پاس بیٹھے رہتے۔ اُس وقت یہ تمام زمین زیر کاشت ہوتی تھی۔ عمارت کوئی نہ تھی۔ بڑی لمبی سفید داڑھی تھی سفید رنگ تھا۔ تسبیح ہاتھ میں لئے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور مغلیہ خاندان کی پوری یادگار تھے۔ تسبیح لئے بیٹھے رہتے جو کوئی نیا آدمی آتا اُسے اپنے پاس بُلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کر دیتے کہ مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے آخر میں نے کیوں نہ اُسے مان لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اُس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دُکان ہے جو لوگوں کو لُوٹنے کے لئے کھولی گئی ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ باہر سے پانچ بھائی آئے غالباً وہ چک سکندر ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اب تو لوگ

ویکیپیڈیا پر مرزا قادیانی کے چوہڑہ ہونے کا اقرار

ویکیپیڈیا پر اس عنوان The Heavenly Decree سے ایک مضمون ہے اسمیں کہا گیا ہے کہ

The Language of Maulvis Molvi Muhammad Hussain Batalvi and the Maulavis in general used provocative language against Ghulam Ahmad, organised Fatwas religious verdict[signed by hundreds of Ulema religious scholars that Ahmad was an unbeliever, or kafir. In these Fatwas, published all over the country, Ahmad was declared to be an infidel. He was called Dajjal, Mulhid, Zindiq, Makkar, Mal‘un, etc. Molvi Muhammad Hussain Batalvi wrote in his magazine Isha’t-us-Sunnah; that Ahmad was a "raving drunkard, intriguer, swindler, accursed, the one-eyed Dajjal, slave of silver and gold, whose revelation is

nothing but a seminal discharge, shameless, the ring-leader of sweepers and street vagabonds, dacoit, murderer, whose followers are scoundrels, villains, adulterers, and drunkards".

ذیل میں پہلے ویکیپیڈیا میں مذکور انگریزی عبارت کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، اس کے بعد اسی حوالے پر تحقیقی و تاریخی تبصرہ درج ہے۔

(اردو ترجمہ)

مولویوں کی زبان: مولوی محمد حسین بٹالوی اور عمومی طور پر دیگر مولوی مرزا غلام قادیانی کے خلاف نہایت اشتعال انگیز زبان استعمال کرتے تھے اور انہوں نے ایسے فتوے منظم کیے جن پر سینکڑوں علما کے دستخط تھے، جن میں مرزا قادیانی کو کافر یا بے دین قرار دیا گیا۔ یہ فتوے پورے ملک میں شائع کیے گئے اور ان میں مرزا قادیانی کو دائرۂ اسلام سے خارج بتایا گیا۔ اسے دجال، ملحد، زندیق، مکار، ملعون وغیرہ جیسے القابات سے پکارا گیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالے اشاعت السنہ میں لکھا کہ مرزا قادیانی ایک پاگل شرابی، سازشی، دھوکے باز، ملعون، کانا دجال، چاندی اور سونے کا غلام ہے، جس کی وحی محض ایک نطفے کا اخراج ہے، بے حیا ہے، چوہڑوں اور آوارہ گردوں کا سرغنہ ہے، ڈاکو اور قاتل ہے، اور اس کے پیروکار بدکار، اوباش، زانی اور شرابی ہیں۔

مرزا قادیانی کے دور میں "چوہڑہ" کی نسبت

یہ اقتباس اس حقیقت کی ایک اہم تاریخی شہادت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے

معاصرین کے ہاں اس کی شخصیت کے ساتھ ''چوہڑوں'' کی نسبت ایک معروف اور رائج تاثر بن چکی تھی۔ یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ یہ الفاظ کسی جدید ناقد یا بعد کے مخالف کی ایجاد نہیں بلکہ اسی دور کے معروف علما اور رسائل میں شائع ہونے والی زبان کا حصہ تھے۔ ویکیپیڈیا کا یہ اقتباس براہِ راست اُس عہد کے مذہبی لٹریچر کی ترجمانی کرتا ہے، جس میں مرزا قادیانی کو ''چوہڑوں کا سرغنہ'' کہا جانا ایک مستعمل تعبیر کے طور پر سامنے آتا ہے۔

اس نسبت کی اہمیت اس لیے دوچند ہو جاتی ہے کہ یہ محض گالی یا وقتی جذباتی ردِعمل نہیں بلکہ ایک ایسے عمومی تاثر کی عکاس ہے جو سرکاری دستاویزات، مردم شماری، گزٹیئر، اور جماعت احمدیہ کے اندرونی احتجاجات کے ساتھ ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ جب ایک ہی بات مختلف النوع ماخذات میں دہرائی جائے کبھی سرکاری ریکارڈ میں، کبھی مخالف علما کی تحریروں میں، اور کبھی خود مرزا قادیانی کے دفاعی خطوط میں تو وہ محض الزام نہیں رہتی بلکہ ایک تاریخی حقیقت کے طور پر زیرِ بحث آتی ہے۔

یہ بھی قابلِ غور ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی سخت اور تلخ زبان اپنی جگہ، مگر اس زبان میں ''چوہڑوں کا لیڈر'' ہونے کا الزام اسی نکتے پر مرتکز ہے جسے مرزا قادیانی خود اپنی تحریروں میں ''عزت پر حملہ'' قرار دے کر رد کرتا رہا۔ اگر یہ نسبت سراسر من گھڑت ہوتی تو مرزا قادیانی کا ردِعمل محض انکار تک محدود رہتا، مگر اس کے برعکس اس نے سرکاری سطح پر اصلاح، خطوط، اور الزام کی منتقلی (مرزا امام الدین کی طرف) جیسے اقدامات کیے، جو اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ تاثر عوام میں موجود اور مؤثر تھا۔

اس اقتباس سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں اسے ''چوہڑہ'' یا ''چوہڑوں کا لیڈر'' کہنا ایک پہچانی جانے والی بات تھی، خواہ اسے مخالفین طنز کے طور پر استعمال کرتے ہوں یا سرکاری ریکارڈ اسے مشاہدے کے طور پر درج کرتا ہو۔ یہی وجہ ہے

کہ ہماری کتاب" مرزا قادیانی چوہڑہ" میں یہ موضوع محض ایک عنوان نہیں بلکہ متعدد تاریخی ذرائع سے ثابت شدہ ایک مرکزی بحث کی حیثیت رکھتا ہے، جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی کی حیثیت

یہ بات غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کوئی اجنبی یا بعد کا مخالف نہیں تھے، بلکہ وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ان کے کلاس فیلو، بچپن کے ساتھی اور ایک ہی مکتبِ فکر یعنی اہلِ حدیث سے وابستہ رہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاف الفاظ میں لکھتے ہیں کہ میں مرزا قادیانی کو بچپن سے جانتا ہوں، اور یہ اعتراف محض زبانی نہیں بلکہ ان کی مطبوعہ تحریروں میں موجود ہے۔ خاص طور پر اشاعۃ السنہ، ریویو براہین احمدیہ، صفحہ 176 پر یہ بات صراحت کے ساتھ ملتی ہے، جو اس تعلق اور ذاتی واقفیت پر ایک مستند تاریخی حوالہ ہے۔

> مولف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوایل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط وکتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے۔
>
> (براہین احمدیہ پر ریویو نمبر 6 جلد 7 صفحہ 176)

ہم مکتبی اور ہم عصری شخص کی گواہی کی علمی قدر

علمی اور تاریخی اصول یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں سب سے زیادہ وزن دار گواہی

وہ ہوتی ہے جو اس کے ہم عصر، ہم مکتب اور ذاتی طور پر واقف افراد کی طرف سے آئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اس معیار پر پورا اترتے ہیں، کیونکہ وہ نہ صرف مرزا قادیانی کے بچپن کے حالات سے واقف تھے بلکہ اس کے فکری ارتقا، مذہبی دعوؤں اور عملی طرزِ زندگی کو بھی قریب سے دیکھ چکے تھے۔ اسی بنا پر ان کی رائے کو محض ایک مخالف کی الزام تراشی کہہ کر رد نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اسے ایک اندرونی اور مشاہداتی شہادت کے طور پر پرکھا جانا چاہیے۔

اہلِ حدیث پس منظر اور اختلاف کا نکتۂ آغاز

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ابتدا میں مرزا قادیانی اور مولوی محمد حسین بٹالوی دونوں کا تعلق اہلِ حدیث مکتبِ فکر سے تھا، اور براہین احمدیہ کے ابتدائی دور میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کی بعض تحریروں کی تائید بھی کی۔ بعد ازاں جب مرزا قادیانی کے دعوے بڑھتے گئے اور نبوت و مسیحیت کے مدارج کی طرف مائل ہوئے تو یہی مولوی محمد حسین بٹالوی سب سے شدید ناقد بن کر سامنے آئے۔ اس تبدیلی کی بنیاد ذاتی عناد نہیں بلکہ وہ چیزیں تھیں جنہیں وہ مرزا قادیانی کے دعوؤں اور کردار میں عملاً دیکھ چکے تھے۔

”چوہڑہ“ کہنے کی نسبت اور اس کی غیر معمولی اہمیت

ایسے شخص کی طرف سے، جو خود کہتا ہے کہ میں مرزا قادیانی کو بچپن سے جانتا ہوں، یہ کہنا کہ مرزا قادیانی چوہڑوں کا سرغنہ ہے یا اس کا تعلق چوہڑوں سے جوڑا جاتا ہے، محض ایک عام الزام نہیں رہتا بلکہ ایک انتہائی وزنی تاریخی دعویٰ بن جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں نہ صرف فکری اختلاف ہے بلکہ ذاتی معرفت، طویل مشاہدہ اور ہم مکتبی تعلق بھی شامل ہے۔ اسی لیے یہ نسبت ہماری کتاب ” مرزا قادیانی چوہڑہ“ میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ الزام کسی دور افتادہ مخالف کی طرف سے نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی جانب سے آیا ہے جو مرزا قادیانی کے ماضی، حال اور فکری پس منظر سے براہِ راست واقف تھا۔

پس علمی دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی کو معمولی یا جذباتی ردِعمل قرار دے کر نظر انداز نہ کیا جائے۔ ان کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کا تعلق چوہڑوں سے جوڑا جاتا ہے، اس لیے نہایت اہم ہے کہ یہ بات ایک بچپن کے ساتھی، ہم مسلک عالم اور ابتدائی تائید کرنے والے شخص کی زبان سے نکلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نکتہ محض تاریخی حاشیہ نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی شخصیت اور سماجی پس منظر کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی شہادت کی حیثیت رکھتا ہے، اور ہماری کتاب کے مرکزی دلائل میں شامل ہونے کا پورا حق رکھتا ہے۔

اپیل برائے مالی معاونت

جامعہ ختمِ نبوت گوجرانوالہ میں تقابل ادیان و مذاہب اور درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم جاری ہے، جہاں طلبہ کو دینی و علمی میدان میں مضبوط بنیاد فراہم کی جاتی ہے۔ موجودہ دور کی شدید مہنگائی کے باعث جامعہ کے تعلیمی و انتظامی اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہم مخیر حضرات سے دل کی گہرائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ماہانہ بنیادوں پر 20، 30 یا 50 ڈالر (یا اپنی استطاعت کے مطابق) مستقل معاونت فرما کر اس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیں۔ آپ کا تھوڑا سا تعاون بھی ہمارے طلبہ کی تعلیم اور جامعہ کے انتظامات کے لیے بہت بڑی مدد ثابت ہو سکتا ہے۔ فنڈز ارسال کرنے کے لیے جامعہ کا بینک اکاؤنٹ، جیز کیش، یا ایزی پیسہ نمبر درج ذیل ہے: (00923247448814) اللہ تعالیٰ آپ کے رزق میں برکت، صحت و سلامتی، اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اور جواب پولیٹیکل نکتہ چینی مختصر لہذا ہم اسکے جواب کو مقدم کرتے ہین سو باللہ التوفیق

پولیٹیکل نکتہ چینی کا جواب

مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہین ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلینگے۔ مولف صاحب ہمارے ہموطن ہین بلکہ اوایل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑہتے تہے) ہمارے ہم مکتب اُس زمانہ سے آجتک ہم مین اُنمین خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اسلئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہین مبالغہ قرار نہ دئے جانے کے لایق ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مولف کے اس پاس بھی نہین پہٹکا وہ کیا انکے خاندان مین اس خیال کا کوئی آدمی نہین ہے بلکہ انکے والد بزرگوار مرزا **غلام مرتضی** نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی (**غدر ۱۸۵۷ء**) مین گورنمنٹ کا خیرخواہ جان نثار و وفادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دیا اس غدر مین جبکہ **ترمون** کے گھاٹ پر متصل گورداسپورہ مفسدین بدطینت نے یورش کی تہی انکے والد ماجد نے باوجودیکہ وہ بہت بڑے جاگیردار و سردار نہ تہے اپنی جیب خاص سے **پچاس گھوڑے** مع سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت مین دئے جسپر گورنمنٹ کی طرف سے انکی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسیقدر انعام بھی ملا۔ علاوہ برین ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم (والد مولف) ہمیشہ مورد کرم و لطف گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری مین عزت کے ساتھ انکو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلی ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹھیات خوشنودی مزاج (جنمین سے کئی چٹھیات اسوقت ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہین) وقتاً فوقتاً انکو عطا کرتے رہے ہین اُن **چٹھیات** سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکھی گئی ہین جو بغیر ایک خاص خیرخواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہین ہو سکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ مین ازراہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جا کر ملاقات کرتے رہے اور انکی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب

قوم کا چوہڑہ بھنگی نبی بن گیا

مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اُٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اُس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 279،280)

خود تمثیلی بیان یا اعترافِ باطن

یہ عبارت بظاہر ایک فرضی مثال کے طور پر پیش کی گئی ہے، مگر اس کا اسلوب، تفصیل اور نفسیاتی ساخت اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہ محض کسی تیسرے شخص کا ذکر نہیں بلکہ ایک خود تمثیلی (Self Projection) بیان ہے۔ مرزا قادیانی ایک ایسے شخص کی مکمل سوانح

تصویر کھینچتا ہے جو نسب، پیشہ، سماجی مقام، اخلاقی کردار اور ماضی کے جرائم تک پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، حالانکہ کسی فرضی مثال کے لیے اس قدر جزئیات غیر ضروری ہوتی ہیں۔ اس نوعیت کی تفصیل عام طور پر وہی شخص بیان کرتا ہے جو اس کیفیت کو اپنے باطن میں محسوس کر رہا ہو۔

گندگی، نجاست اور مسلسل تذلیل کا شعوری بیان

عبارت میں بار بار نجاست، پاخانہ، نالیوں کی صفائی، مردار خوری، گوہ اٹھانے، جوتے کھانے اور سماجی ذلت کے مناظر کو دہرایا گیا ہے۔ یہ محض ایک مثال نہیں بلکہ ذہنی وسوسے (Obsessive Imagery) کی شکل ہے، کیونکہ ایک معمولی عقلی امکان ثابت کرنے کے لیے اس قدر کراہت آمیز جزئیات کی کوئی علمی ضرورت نہیں تھی۔ اس سے یہ تاثر مضبوط ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ذہن میں خود اپنی ذات کے بارے میں ایک گہرا احساسِ کمتری اور ذلت موجود تھا، جسے وہ مثال کے پردے میں ظاہر کر رہا ہے۔

اخلاقی جرائم کا اعتراف بطورِ تمثیل

چوری، زنا، جیل جانا، بار بار رسوا ہونا اور نمبرداروں سے جوتے کھانا، یہ سب اوصاف اگر کسی فرضی شخص کے لیے گھڑے جائیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنے سنگین جرائم کو نبوت کے امکان سے جوڑنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟ یہ دراصل اس ذہنی کشمکش کی عکاسی ہے جس میں مرزا قادیانی اپنے اوپر لگنے والے اعتراضات کو خود ہی ایک مثال میں سمو کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ انتہائی ذلیل، مجرم اور رسوا انسان بھی نبی بن سکتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے خلاف معاشرے میں گردش کرنے والے الزامات کو پہلے خود بیان کرتا ہے، پھر ان پر خدائی امکان کا پردہ ڈال دیتا ہے۔

نسب اور خاندانی پس منظر پر غیر معمولی اصرار

ماں، دادی، نانی، سب کا ذکر، ان کا پیشہ، ان کی نسلوں کا ایک ہی کام میں مشغول رہنا، یہ سب کسی منطقی دلیل کے لیے غیر ضروری تھا۔ اس تفصیل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ذہن میں خاندانی اصل اور نسب کا مسئلہ شدید طور پر موجود تھا، جسے وہ بار بار چھیڑتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو مردم شماری، گزٹیئر اور معاصر علما کی تحریروں میں بھی سامنے آتا ہے، اور جس پر مرزا قادیانی غیر معمولی چیخ و پکار کرتا دکھائی دیتا ہے۔

نبوت کا دعویٰ بطورِ نفسیاتی دفاع

عبارت کا آخری حصہ سب سے زیادہ معنی خیز ہے، جہاں وہ کہتا ہے کہ ایسا شخص نبی بن کر انہی شریف لوگوں کو جہنم کی دھمکی دے سکتا ہے۔ یہ دراصل Reversal Psychology ہے، یعنی جس معاشرے نے کسی کو ذلیل سمجھا، وہی شخص خدائی اختیار کے ساتھ ان پر حاکم بن بیٹھے۔ یہ انداز مرزا قادیانی کی پوری فکری ساخت میں بار بار نظر آتا ہے، جہاں سماجی رد، تضحیک اور اعتراض کے جواب میں نبوت اور الوہیت کا سہارا لیا گیا۔

یہ کہنا کہ مرزا قادیانی یہاں کسی اور چوہڑے کا ذکر کر رہا ہے، متن کے اندرونی قرائن کے خلاف ہے۔ اس عبارت میں بیان کردہ اوصاف، شدت، نفسیاتی کیفیت اور دفاعی انداز واضح طور پر اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ دراصل اپنی ذات پر ہونے والے اعتراضات کا ایک اعترافی خاکہ ہے، جسے مثال کے پردے میں پیش کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ عبارت ہماری کتاب ”مرزا قادیانی چوہڑہ“ میں محض ایک اقتباس نہیں بلکہ ایک مرکزی نفسیاتی اور فکری شہادت کی حیثیت رکھتی ہے، جو مرزا قادیانی کے دعوئ نبوت کے پس منظر کو اندر سے بے نقاب کرتی ہے۔

اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور تمام قوموں کے لئے واجب الاطاعت ٹھہرتے ہیں قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اُن میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُن کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لے کر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے اُن نائبوں کی اطاعت کریں۔ اِس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے تا ان کے قبول کرنے اور ان کی اطاعت کا جُوَا اُٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں اور اُن کو ایسا ابتلا پیش آوے جو ان کو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ اُس کے مامور کے قبول کرنے سے اِس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُن پر غالب ہو اور وہ دِلی نفرت کے ساتھ اِس بات سے کراہت کریں کہ اس کے تابعدار بنیں اور اس کو اپنا بزرگ قرار دیں اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک

گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اُٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اُس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا لیکن باوجود اِس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنا اس کی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے اور وہ جانتا ہے کہ لوگوں کے لئے یہ ایک فوق الطاقت ٹھوکر کی جگہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو پشت در پشت رزیل چلا آتا ہے اور لوگوں کی نظر میں نہ صرف وہ نیچ ہے بلکہ اُس کا باپ اور دادا اور پڑدادا اور جہاں تک معلوم ہے قوم کے نیچ ہیں اور ہمیشہ سے شریر اور بدکار ہوتے چلے آئے ہیں اور مویشیوں کی طرح ادنیٰ خدمتیں کرتے رہے ہیں اب اگر لوگوں سے اس کی اطاعت کرائی جائے تو بلاشبہ لوگ اس کی اطاعت سے کراہت کریں گے کیونکہ ایسی جگہ میں کراہت کرنا انسان کے لئے ایک طبعی امر ہے اس لئے خدا تعالیٰ کا قدیم قانون اور سنت یہی ہے کہ وہ صرف اُن لوگوں کو منصب دعوت یعنی نبوت وغیرہ پر مامور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان میں سے ہوں اور ذاتی طور پر بھی چال چلن اچھے رکھتے

چوہڑوں کے اوصاف اور سماجی شناخت

برطانوی دور کے پنجاب میں چوہڑے ایک الگ اور پہچانی جانے والی سماجی برادری کے طور پر معروف تھے جن کی شناخت صفائی، گندگی اٹھانے، نالیوں اور پاخانوں کی صفائی جیسے پیشوں سے جڑی ہوئی تھی۔ ان کے اوصاف کے بیان میں معاصر مصنفین نے بار بار یہ لکھا ہے کہ انہیں معاشرے میں کمتر سمجھا جاتا تھا، اونچی ذاتوں سے سماجی فاصلہ رکھا جاتا تھا، اور رہن سہن میں سادگی، غربت اور سخت محنت نمایاں تھی۔ خوراک میں مردار یا بچی کھچی اشیاء، رہائش میں جھگی نما مکانات، اور لباس میں سادگی یا بوسیدگی عام طور پر بیان کی گئی ہے۔ یہ اوصاف محض الزام نہیں بلکہ اس عہد کے سماجی مشاہدات پر مبنی تحریروں میں بار بار سامنے آتے ہیں۔

چوہڑوں کا مذہب اور عبادات (کتاب: دیدِ حق، امام الدین)

مرزا قادیانی کے چچازاد بھائی امام الدین کی کتاب دیدِ حق اس اعتبار سے اہم ہے کہ وہ چوہڑوں کے مذہبی تصورات، عبادات اور رسوم کو اندر سے بیان کرتی ہے۔ اس کتاب میں چوہڑوں کے دیوی دیوتاؤں، مقامی عقائد، تعویذ، ٹونے، اور غیر اسلامی عبادتی طریقوں کا ذکر ملتا ہے، نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ ان میں اسلامی عقائد سے قبل یا بظاہر اسلام قبول کرنے کے بعد بھی پرانی رسوم کس طرح باقی رہتی تھیں۔ امام الدین کا بیان اس لیے بھی اہم سمجھا جاتا ہے کہ وہ خود اسی طبقے کے قریب رہا اور اس نے ان کے طرزِ عبادت اور روزمرہ زندگی کو براہِ راست دیکھا اور قلم بند کیا۔

چوہڑوں کی تاریخ، عبادات اور سماجی کردار (کتاب: حلال خور، خواجہ حسن نظامی)

خواجہ حسن نظامی کی کتاب حلال خور چوہڑوں کی تاریخ، مذہبی رجحانات، عبادات اور

سماجی مقام پر ایک جامع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کتاب میں چوہڑوں کے رسم و رواج، میلوں ٹھیلوں، مذہبی پیشواؤں، اور مختلف ادوار میں ان کے ساتھ ہونے والے سماجی سلوک کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔اسی کتاب میں مرزا قادیانی اور مرزا امام الدین کے حوالے سے بھی تفصیلی ذکر موجود ہے، جہاں انہیں چوہڑوں کے ساتھ نسبت اور قربت کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔خواجہ حسن نظامی کا اسلوب مشاہداتی ہے، جس میں اس طبقے کی زندگی کو براہِ راست سماجی حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، نہ کہ محض الزام یا افسانہ بنا کر۔

ان دونوں کتابوں کی اہمیت اس وجہ سے دوچند ہو جاتی ہے کہ یہ چوہڑوں کے اوصاف، مذہب اور رہن سہن کو یا تو اندرونی مشاہدے (دیدِ حق) یا ہم عصر سماجی تحقیق (حلال خور) کی بنیاد پر بیان کرتی ہیں۔ یہی مواد اس بات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ اس دور میں جب مرزا قادیانی کے بارے میں چوہڑوں سے نسبت، قیادت یا قربت کی بات کی گئی تو وہ محض ایک لفظی الزام نہیں تھا بلکہ ایک مخصوص سماجی، مذہبی اور تاریخی پس منظر رکھتا تھا۔اسی لیے آپ کی کتاب مرزا چوہڑہ میں یہ دونوں مآخذ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ یہ بحث کو جذباتی نہیں بلکہ تاریخی اور سماجی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

ایک پر ہم دو تو ناستی

الٰہی میں بندہ گنہ گار ہوں — گناہوں سے اپنے شرمسار ہوں
مجھے بخشیو میرے پروردگار — کہ ہے نام تیرا جو آمرزگار

الحمد للہ والمنۃ این کتاب مستطاب تالیف میرزا امام الدین معروف بہ مولائی ہدایت کنندہ قوم لال بیگیان رئیس قادیان متصلا ضلع گورداسپور ملک پنجاب مسمٰی ہے

دید حق

کسی سے بر آوے نہ کچھ کام جان — جب تو مہربان ہو تو کل مہربان
تیرا نام ستار غفار ہے — میرا نام عاصی گنہگار ہے

مطبع روز بازار جنرل لابجس ایجنسی امرت سر میں حسب فرمائش مصنف طبع شد

۷۸۶ ھو الکل یا معین

داعیان اسلام اور مسلمانوں کی معلومات عامہ کیلئے فرقہ

حلال خور

کے گروہ تاریخی حالات جن سے انکی تمام مذہبی و تمدنی کیفیت عیاں ہو سکتی ہے

ادیب المشائخ مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ نے

کئی سال کی تلاش میں جمع کئے

اور

ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ مطابق اگست ۱۹۲۳ء میں پہلی بار

کارکن حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی کے لئے

خواجہ پریس بستی نظام الدین میں چھپی

پہلی بار دو ہزار | باہتمام احمد جودی پرنٹر | قیمت آٹھ آنے

چوہڑوں کے غیر فطری و غیر انسانی افعال

برطانوی دور کے معاصر مصنفین، سرکاری رپورٹس اور سماجی تحریروں میں چوہڑوں کے بارے میں کون سے الزامات، تصورات اور سماجی لیبلز رائج تھے۔ اور یہ کہ یہ الزامات کس ذہنیت، طبقاتی تعصب اور سماجی ساخت کے تحت بیان کیے جاتے تھے۔ اور مرزا قادیانی کے معاملے میں یہ زبان کیسے بطورِ اعتراض، تضحیک اور ردِّ عمل استعمال ہوئی۔ اسی علمی حد کے اندر رہتے ہوئے ذیل میں بات پیش کی جا رہی ہے۔

برطانوی دور کے لٹریچر میں چوہڑوں سے منسوب الزامات

انیسویں صدی کے پنجاب میں، بالخصوص گزٹیئرز، مشنری تحریروں، بعض مذہبی رسائل اور سماجی مشاہداتی کتب میں چوہڑوں کے بارے میں انتہائی سخت اور توہین آمیز زبان استعمال کی جاتی تھی۔ ان تحریروں میں ان پر درج ذیل الزامات بطور سماجی stereotype دہرائے جاتے تھے، نہ کہ عدالتی یا قطعی حقائق کے طور پر۔

ان الزامات میں بدکاری، شراب نوشی، اخلاقی بے راہ روی، خاندانی بے ترتیبی، اور سماجی بے حیائی جیسے الفاظ استعمال ہوتے تھے۔ یہ زبان زیادہ تر ذات پات کے تعصب، صفائی کے پیشے سے نفرت، اور مذہبی برتری کے احساس سے پیدا ہوئی۔

خواجہ حسن نظامی اور امام الدین کی تحریروں کا اصل دائرہ

کتاب حلال خور (خواجہ حسن نظامی) اور دیدِ حق (امام الدین) میں چوہڑوں کے بعض رسم و رواج، معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی مسائل کا ذکر ضرور ہے، مگر وہاں بھی یہ بات واضح ملتی ہے کہ:

☆ یہ سب غربت، جہالت، صدیوں کی محرومی اور سماجی بائیکاٹ کا نتیجہ تھا

☆ چوہڑوں کی فطری یا نسلی خرابی کی بنا پر

☆ اور یہ صفات چوہڑوں کے ہر فرد پر منطبق کی گئی ہیں

خود خواجہ حسن نظامی کا اسلوب اصلاحی ہے، تحقیری نہیں، اور وہ ان حالات کو انسانی المیہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے معاملے میں یہی زبان کیوں اہم بن گئی؟

مرزا قادیانی کے خلاف جب چوہڑوں کا لیڈر یا چوہڑوں سے نسبت کا اعتراض اٹھا، تو اس کے پیچھے یہی سماجی تصور کارفرما تھا جو اس دور میں چوہڑوں کے بارے میں رائج تھا۔

یعنی اعتراض یہ نہیں تھا کہ کوئی شخص فلاں کام کرتا ہے، بلکہ یہ تھا کہ:

☆ ایک ایسا شخص جو خود کو نبی، مسیح اور مہدی کہتا ہے

☆ اس کی نسبت ایک ایسی برادری سے جو اس دور میں انتہائی حقیر سمجھی جاتی تھی

☆ اس کے دعوے کو معاشرتی طور پر ناقابل قبول بنانے کے لیے استعمال کی گئی

اسی لیے مرزا قادیانی نے خود اپنی تحریروں، خطوط اور اخبارات میں اس نسبت پر شدید چیخ و پکار کی، اور اسے اپنی عزت وشہرت پر حملہ قرار دیا۔

چوہڑوں کے غیر فطری اور غیر انسانی افعال پر مشتمل بالخصوص یہ تمام افعال مرزا غلام قادیانی میں پائے جاتے تھے ہم مفصل رسائل کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کرنے لگے ہیں آئندہ اسی کتاب میں انہی غیر فطری افعال پر مشتمل مفصل رسائل کو ہم آپ کے سامنے پیش کرنے لگے ہیں:

مرزا قادیانی زانی

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی زناکاری کا مفصل ذکر موجود ہے۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے بارے میں معاصر علما، مخالفین اور تاریخی لٹریچر میں پیش کیے گئے اخلاقی الزامات کا ایک تحقیقی و دستاویزی جائزہ ہے۔ اس میں مصنف کی جانب سے کوئی دعویٰ قائم نہیں کیا گیا، بلکہ صرف اُن تحریری حوالہ جات، اقتباسات اور بیانیات کو جمع کیا گیا ہے جو اُس دور میں مختلف مذہبی وسماجی حلقوں میں زیرِ بحث رہے۔ رسالہ کا مقصد الزامات کی نوعیت، ان کے ماخذ، اور مرزا قادیانی کے دفاعی ردِّعمل کو تاریخی تناظر میں سمجھنا ہے، تاکہ قاری فیصلہ خود کر سکے۔

مرزا قادیانی شرابی

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی مختلف وکٹورین شرابوں کا ذکر موجود ہے۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے حوالے سے اُس دور کی تحریروں میں مذکور شراب نوشی سے متعلق الزامات اور بیانات کا تاریخی و دستاویزی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس میں وکٹورین عہد کی معاشرت، طبی اصطلاحات اور معاصر لٹریچر کے تناظر میں سامنے آنے والے حوالہ جات کو مرتب کیا گیا ہے، نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہ بیانات کن مصادر میں ملتے ہیں اور ان پر مرزا قادیانی کی جانب سے کیا توضیحات یا تردیدیں پیش کی گئیں۔ رسالے کا مقصد الزام تراشی نہیں بلکہ ماخذ شناسی اور سیاقی تجزیہ کے ذریعے قاری کو مواد تک براہِ راست رسائی دینا ہے، تاکہ رائے سازی دلیل اور حوالہ کی بنیاد پر ہو۔

مرزا قادیانی سدومی

اس رسالہ میں مرزا قادیانی ایک ایسے فعل شنیع کا مرتکب رہا جس کی بنا پر قوم سدوم برباد ہوئی تھی۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے بارے میں معاصر لٹریچر میں پائے جانے والے اُن

اخلاقی الزامات کا تاریخی و متنی جائزہ پیش کرتا ہے جنہیں ناقدین نے" قومِ سدوم سے منسوب افعال" کے عنوان سے بیان کیا۔اس میں کسی فعل کی تفصیل بیان کیے بغیر، صرف یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایسے الزامات کن مصادر میں آئے، کس اسلوب میں پیش کیے گئے، اور ان کے جواب میں مرزا قادیانی نے کیا موقف یا توضیح اختیار کی۔ رسالے کا مقصد الزام دہرانا نہیں بلکہ حوالہ جاتی تحقیق، سیاق وسباق اور ردِّ عمل کو مرتب کر کے قاری کے سامنے ایک دستاویزی تصویر رکھنا ہے تا کہ فیصلہ دلائل اور ماخذ کی بنیاد پر ہو۔

مرزاقادیانی ٹھرکی

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی غیر محرم عورتوں سے دلچسپی اور ٹھرک بازیوں کا تذکرہ ہے۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے حوالے سے معاصر تحریروں میں سامنے آنے والے اُن بیانات اور اعتراضات کا تاریخی و دستاویزی مطالعہ پیش کرتا ہے جن میں غیر محرم عورتوں سے متعلق دلچسپی یا غیر مناسب رویّوں کا ذکر کیا گیا۔اس میں کسی واقعے کی سنسنی خیز تفصیل بیان کیے بغیر، صرف ماخذ، سیاق وسباق، اور اسلوبِ بیان کو مرتب کیا گیا ہے، نیز یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ ان اعتراضات پر مرزا قادیانی نے کیا توضیحات یا جوابات دیے۔ رسالے کا مقصد الزام دہرانا نہیں بلکہ حوالہ جاتی تحقیق کے ذریعے قاری کو مواد تک براہِ راست رسائی دینا ہے تا کہ رائے سازی دلیل اور متن کی بنیاد پر ہو۔

مرزاقادیانی حرامی

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ میں حرامی ہوں۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے حوالے سے معاصر اور قادیانی کتب میں موجود بیانات اور اقتباسات کا تاریخی و دستاویزی جائزہ پیش کرتا ہے جن میں ناقدین نے اس اصطلاح کو استعمال کیا۔اس رسالے میں کسی بھی الزام کو بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کیا گیا بلکہ متن،

ماخذ، اور سیاق و سباق کے مطابق معلومات فراہم کی گئی ہیں، نیز یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے ان بیانات پر کیا موقف یا توضیحات پیش کیں۔ رسالے کا مقصد الزام دہرانا نہیں بلکہ حوالہ جات کی بنیاد پر تحقیق اور تجزیہ پیش کرنا ہے تاکہ قاری خود مستند مواد کی روشنی میں رائے قائم کرے۔

مرزا قادیانی دیوث

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی دیوثیت کا مفصل ذکر موجود ہے۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے حوالے سے معاصر تحریروں اور قادیانی کتب میں موجود بیانات اور اعتراضات کا تاریخی و دستاویزی جائزہ پیش کرتا ہے جن میں ان پر دیوثیت کے الزامات لگائے گئے۔ رسالے میں کسی بھی الزام کو بڑھا چڑھا کر بیان نہیں کیا گیا بلکہ صرف ماخذ، اقتباس، اور سیاق و سباق کی بنیاد پر مواد فراہم کیا گیا ہے، نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے ان الزامات پر کیا موقف یا وضاحت پیش کی۔ اس کا مقصد الزام دہرانا نہیں بلکہ حوالہ جاتی تحقیق اور تجزیہ پیش کرنا ہے تاکہ قاری خود مستند مواد کی روشنی میں رائے قائم کر سکے۔

زانی ابن زانی

اس رسالہ میں مرزا قادیانی زانی کی طرح اس کا بیٹا بشیر الدین محمود بھی زانی تھا جس نے اپنی بیٹی سے زنا کیا۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی اور ان کے اہلِ خانہ کے حوالے سے معاصر اور تاریخی لٹریچر میں سامنے آنے والے اخلاقی الزامات اور اعتراضات کا ایک تحقیقی و دستاویزی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس میں کسی واقعے کی تفصیل یا فحش زبان استعمال کیے بغیر صرف ماخذ، اقتباسات، اور سیاق و سباق کو مرتب کیا گیا ہے، نیز یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس پر مرزا قادیانی یا ان کے اہلِ خانہ نے کیا موقف یا توضیح پیش کی۔ رسالے کا مقصد الزام دہرانا نہیں بلکہ حوالہ جات کی بنیاد پر تحقیق اور تجزیہ کے ذریعے قاری کو مستند مواد تک رسائی دینا ہے

تاکہ رائے سازی دلیل اور متن کی روشنی میں ہو۔

مرزا قادیانی کتی دا بچہ

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کا اپنا اقرار اس کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے مرزا قادیانی کتی دا بچہ، کتا، کتے کا بچہ تھا۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے حوالے سے معاصر تحریروں اور قادیانی کتب میں سامنے آنے والے شدید اعتراضات اور الزامات کا تاریخی و دستاویزی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس میں کسی بھی بیان کو سنسنی یا فحش انداز میں نہیں دہرایا گیا، بلکہ صرف ماخذ، اقتباس، اور سیاق و سباق کو مرتب کیا گیا ہے، نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے ان الزامات پر کیا موقف یا توضیح پیش کی۔ رسالے کا مقصد الزام دہرانا نہیں بلکہ حوالہ جات کی بنیاد پر تجزیہ اور تحقیق پیش کرنا ہے تاکہ قاری خود مواد کی روشنی میں رائے قائم کر سکے۔

مرزا قادیانی مسیح ٹٹی موتر

اس رسالہ میں مرزا قادیانی پوری زندگی ٹٹی موتر کرتا رہا اور آخر لٹرین میں واصل جہنم ہوا کا ذکر موجود ہے۔ یہ رسالہ مرزا غلام قادیانی کے حوالے سے معاصر تحریروں اور قادیانی کتب میں سامنے آنے والے شدید اعتراضات اور الزامات کا تاریخی و دستاویزی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس میں کسی واقعے کو سنسنی یا فحش انداز میں بیان نہیں کیا گیا بلکہ صرف ماخذ، اقتباسات، اور سیاق و سباق کو مرتب کیا گیا ہے، نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے ان الزامات پر کیا موقف یا وضاحت پیش کی۔ رسالے کا مقصد الزام دہرانا نہیں بلکہ حوالہ جات کی بنیاد پر تحقیق اور تجزیہ پیش کرنا ہے تاکہ قاری خود مستند مواد کی روشنی میں رائے قائم کر سکے۔

ان تمام رسائل میں وہی چوہڑوں کے افعال کا ذکر موجود ہے نیز ہر رسالہ میں اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کی گئی بلکہ قادیانی کتب کے اصل سکین بھی ساتھ لگا دیئے گئے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ہمارا وضاحتی بیان

میں اس بات پر بہت واضح رہنا چاہتا ہوں کہ جو الزامات اور افعال ہماری کتاب میں بیان کیے گئے ہیں، وہ شدید اخلاقی اور قانونی حد سے متعلق ہیں۔ انہیں براہِ راست کسی فرد پر حقیقت کے طور پر لگانا یا دہرانا ممکن نہیں، اور اس کے بغیر درست تحقیق یا کتابی معیار پورا نہیں ہوسکتا۔

لیکن ہماری تحقیقی اور دستاویزی زاویے کے تحت، میں اس موضوع کو تحفظ شدہ، تاریخی وحوالہ جاتی انداز میں خلاصہ اور تبصرہ طور پر بیان کیا گیا ہے جو کتاب "مرزا قادیانی چوہڑہ" کے قارئین کے لئے تحقیقات کا ایک نیا دروازہ کھولے گا۔

مقدمہ کے طور پر، ان تمام رسائل میں مرزا قادیانی کے بارے میں معاصر علما، مخالفین اور سرکاری رپورٹس میں پیش کیے جانے والے الزامات، اعتراضات اور تنقیدی بیانات کو جمع کیا گیا ہے۔ ہر رسالہ ایک مخصوص پہلو پر مرکوز ہے، جیسے اخلاقی رویّے، معاشرتی افعال، یا ذاتی عادات کے حوالے۔

تاریخی وسماجی تناظر میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ:

1. ان تمام الزامات کا ماخذ معاصر تحریری لٹریچر، سرکاری مردم شماری کی رپورٹس، اخبارات، اور مخالف علما کے بیانات ہیں۔

2. یہ بیانات اکثر چوہڑوں کی سماجی شناخت اور رواج کے ساتھ منسلک تھے، کیونکہ ان دنوں چوہڑوں کے بارے میں انتہائی منفی اور توہین آمیز تاثر رائج تھا۔

3. اسی پس منظر میں مرزا قادیانی کو بعض حلقوں نے "چوہڑوں کا پیشوا" یا ان سے مشابہ قرار دیا، تاکہ سماجی اور مذہبی تنقید کے لیے تاریخی موازنہ قائم کیا جاسکے۔

4. ہر رسالہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ الزامات کس ماخذ سے آئے، کس سیاق و

سباق میں بیان ہوئے، اور مرزا قادیانی نے ان پر کیا موقف یا وضاحت پیش کی۔

5. یہ رسائل مکمل طور پر حوالہ جاتی اور دستاویزی ہیں، یعنی کسی بھی الزامات کی توثیق نہیں کی گئی بلکہ صرف تاریخی مواد پیش کیا گیا ہے۔

یہ رسائل، اگرچہ موضوع کی حساسیت اور شدت کے لحاظ سے شدید ہیں، لیکن کتاب" مرزا قادیانی چوہڑہ" کے لیے اہم تحقیقاتی مواد فراہم کرتے ہیں۔ اس سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

1. سماجی اور تاریخی پس منظر: چوہڑوں کی بدنامی اور منفی شناخت نے مرزا قادیانی کے خلاف جو اعتراضات اور طنز پیدا کیے، ان کا آغاز اسی سماجی تاثر سے ہوا۔

2. الزام اور حقیقت میں فرق: یہ رسائل الزامات کو ماخذ کی بنیاد پر دستاویزی انداز میں پیش کرتے ہیں، اور اس طرح قاری خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ الزامات کس حد تک قابل اعتماد ہیں۔

3. تحقیقی معیار: ہر رسالہ، صرف حوالہ جات اور اقتباسات پر مشتمل ہے، اور کسی ذاتی رائے یا سنسنی کو شامل نہیں کیا گیا۔ یہ طریقہ علمی تحقیق، قانونی تحفظ اور اشاعتی معیار کے لحاظ سے درست ہے۔

4. مرزا قادیانی کا ردِّ عمل: ہر الزام کے بعد یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے کیا موقف یا وضاحت دی، جو تحقیق میں توازن اور مکمل تصویر فراہم کرتا ہے۔

5. کتاب کے مقصد کے لیے اہمیت: یہ رسائل مرزا قادیانی کے کردار اور ان کے دور کے سماجی و مذہبی ماحول کو سمجھنے کے لیے بنیادی اور تاریخی حوالہ فراہم کرتے ہیں۔